میں نے کیا، کب، کہاں، کیسے اور کس سے سیکھا؟

جلد 11

از قلم

سید اظہار اشرف جیلانی

پیش لفظ

اللہ کے فضل و کرم سے ہر انسان میں اُسی طرح کمالات موجود ہیں جس طرح ہر کامیاب انسان میں موجود ہوتے ہیں، ہر کامیاب انسان اپنی محنت سے اپنی صلاحیتوں پر کام کر کے اپنی کامیابی کے راستے اپنے لئے آسان کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر اُن صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر معاشرے کی کامیابی کا سبب بن جاتا ہے۔

کامیابی سیکھنے، سیکھانے پر منحصر ہوتی ہے، آپ نے اگر کچھ بھی سیکھا ہو تو اُس کے ذریعے بہت سے کام سرانجام دے سکتے ہیں، خود اعتمادی سے اچھے سے اچھا کام کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں اور اگر آپ نے کچھ بھی نہیں سیکھا ہو تو پریشان، گھبراہٹ آپ راہ میں سب سے بڑی روکاوٹ بن سکتی ہے، جو ہمیں کسی بھی میدان میں شرمندگی سے دوچار کر سکتی ہے۔ ہماری ناکامی کا سبب بن سکتی ہے۔

پڑھنا، لکھنا یہ ایک ایسی صلاحیت ہے جو نہ صرف انسان کی معلومات میں اضافے کا سبب بنتی ہیں بلکہ انسانی سوچ کو طاقت و وسعت عطا کرتی ہے جس کا فائدہ نئ ایجادات کی صورت میں نظر آتا ہے اور اچھا سیکھنے والا کسی بھی فائدے کو اپنی ذات تک ہی محدود نہیں کرتا بلکہ اُس کی سوچ کی وسعت تمام انسانیت کے فائدے کی صورت میں نظر آتی ہے۔

میری آپ تمام لوگوں سے اور آپ تمام طالب علموں سے یہی درخواست ہے کہ لکھیں، جو سیکھیں اُسے بھی نوٹ کریں، پڑھیں، سوچیں، چاہے آپ کو کچھ بھی نہیں آتا ہوں۔ اللہ رب العزت آپ کو اصلاح کے مواقع ضرور دے گا۔ وہ اپنی شان کے مطابق دیتا ہے۔ کرم کرتا ہے۔

محمد اظہار اشرف اشرفی سید جیلانی

فہرست

میں نے کیا، کب، کہاں، کیسے اور کس سے سیکھا؟؟

☆ تجوید کیا ہے

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 16 جمادالاول، 1442ھ، 1 جنوری 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی

علم التجوید کی تعریف و اہمیت:

اب دیکھنا یہ ہے کہ علم التجوید کیا ہے؟ اور قرآن کریم کو تجوید کے ساتھ پڑھنا کیوں ضروری ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے۔

امام احمد بن علی بن احمد بن خلف الانصاری الغرناطی، ابو جعفر، المعروف بابن البَاذِش (المتوفي: 540ھ) اپنی کتاب ''الإقناع فی القراءت السبع'' اور امام المجودین علامہ شمس الدین ابو الخیر ابن الجزری الشافعی (المتوفی: 833ھ) ''التمهيد فی علم التجويد'' اور ''النشر فی القراءت العشر'' میں اور امام جلال الدین السیوطی ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں علم تجوید کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مِنَ الْمُهِمَّاتِ تَجْوِيدُ الْقُرْآنِ وَهُوَ إِعْطَاءُ الْحُرُوفِ حُقُوقَهَا وَتَرْتِيبِهَا وَرَدُّ الْحَرْفِ إِلَى مَخْرَجِهِ وَأَصْلِهِ وَتَلْطِيفُ النُّطْقِ بِهِ عَلَى كَمَالِ هَيْئَتِهِ مِنْ غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا تَعَسُّفٍ وَلَا إِفْرَاطٍ وَلَا تَكَلُّفٍ۔

(الإقناء في القراءت السبع، الجز: 1، ص: 280، الناشر: دار الصحابة للتراث، التمهيد في علم التجويد، الجز: 1، ص: 47، الناشر: مكتبة المعارف، الرياض، النشر في القراءت العشر، [فصل في التجويد] الجز: 1، ص: 212، الناشر: المطبعة التجارية الكبرى [تصوير دار الكتاب العلمية]، الإتقان في علوم القرآن، الجز: 1، ص: 346، الناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب)

''تجوید قرآن اہم امور میں سے ہے اور وہ حروف کو اُن کے حقوق دینا اور اُن کو مرتب کرنا اور ہر حرف کو اُس کے مخرج اور اس کی اصل کی طرف لوٹانا ہے اور اِس لطف و خوبی کے ساتھ اِس کو زبان سے ادا کرنا کامل ہیئت پر (کہ اس میں) اسراف، تنگی، زیادتی اور تکلف نہ ہو''

چونکہ قرآن کریم الفاظ اور معانی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے-پس جس طرح امت مسلمہ قرآن کریم کے معانی کی درست تفہیم اور اس کی حدود کے قائم کرنے کی مکلف ہے-اسی طرح اس کے الفاظ و حروف کی تصحیح کی بھی مامور ہے اس طریق پر جن کو تجوید و قراءت کے آئمہ نے بارگاہِ رسالت مآب (ﷺ) سے حاصل کر کے طبقہ در طبقہ ہم تک پہنچایا ہے-

جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی (المتوفی:911ھ) ''الإتقان فی علوم القرآن''میں لکھتے ہیں:

''وَلَا شَكَّ أَنَّ الْأُمَّةَ كَمَا هُمْ مُتَعَبِّدُونَ بِفَهْمِ مَعَانِي الْقُرْآنِ وَإِقَامَةِ حُدُودِهِ هُمْ مُتَعَبِّدُونَ بِتَصْحِيحِ أَلْفَاظِهِ وَإِقَامَةِ حُرُوفِهِ عَلَى الصِّفَةِ الْمُتَلَقَّاةِ مِنْ أَئِمَّةِ الْقُرَّاءِ الْمُتَّصِلَةِ بِالْحَضْرَةِ النَّبَوِيَّةِ وَقَدْ عَدَّ الْعُلَمَاءُ الْقِرَاءَةَ بِغَيْرِ تَجْوِيدٍ لَحْنًا''(الإتقان في علوم القرآن ، الجز:1،ص:346، الناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب)

''بلاشبہ اُمت مسلمہ جس طرح معانی قرآن کے فہم اور حدود قرآنی کے نفاذ میں پابند ہے اِسی طرح وہ قرآن کے الفاظ کی تصحیح اور انہیں اُسی طریقہ وصفت پر ادا کرنے کی بھی پابند ہے، جس طرح قراءت کے ائمہ کو ادا کرتے ہوئے دیکھا، جن کا سلسلہ سند حضور نبی کریم ﷺ تک متصل ہے اور علماء نے بغیر تجوید کے قرآن پڑھنے کو لحن (غلط خوانی) قرار دیا ہے۔''

تجوید کی ضرورت:

مندرجہ بالا تفاسیر سے یہ واضح ہوا کہ علمِ تجوید قرآن کریم کے بنیادی علوم میں سے ہے اور حقوقِ قرآن میں سے ایک اہم ترین اور اولین حق ہے کہ حروفِ قرآن کو اُن کے مخارج سے درست تلفظ کے ساتھ ادا کر کے تلاوت کی جائے-کیونکہ قرآن مجید کو نازل تجوید کے ساتھ کیا گیا ہے-

امام الحفاظ، شیخ القراء علامہ شمس الدین ابو الخیر ابن الجزری الشافعی (المتوفی:833ھ) مقدمۃ الجزریہ میں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا اس لئے ضروری ہے:

''مَنۡ لَمۡ يُجَوِّدِ الۡقُرَآنَ آثِمُ لأَنَّهُ بِهِ الإِلَهُ أَنۡزَلاَ وَهَكَذَا مِنۡهُ إِلَيۡنَا وَصَلاَ(المقدمة الجزرية، الجز:1، ص:9، الناشر: مكتبه قادريه، لاہور، پاکستان)

جو قرآن کو تجوید سے نہیں پڑھتا وہ گنہگار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو تجوید کے ساتھ نازل فرمایا اور اُسی طرح اللہ کی طرف سے ہماری طرف پہنچا۔''

اس لئے ضروری ہے کہ قرآن پاک کو سیکھنے سے قبل علمِ تجوید کو سیکھا جائے جیسا کہ امام جزری نے فرمایا ہے: إِذۡ وَاجِبٌ عَلَيۡهِم مُحَتَّمُ قَبۡلَ الشُّرُوعِ أَوَّلاً أَنۡ يَعۡلَمُوا مَخَارِجَ الۡحُرُوفِ وَالصِّفَاتِ لِيَلۡفِظُوا بِأَفۡصَحِ اللُّغَاتِ(المقدمة الجزرية ،الجز: 1،ص:5، الناشر: دار المغني للنشر و التوزيع)

قرآن پاک میں شروع ہونے سے پہلے اوّلًا قاریانِ قرآن پر حروف کے مخارج وصفات (ذاتیہ و عرضیہ) کا جاننا قطعاً ضروری ہے تا کہ قاریان قرآن صحیح ترین لغات کے ساتھ قرآن پاک کا تلفظ کر سکیں (یعنی پڑھ سکیں)۔''

علم تجوید کا حصول:

علم تجوید کو تمام قواعد و جزئیات کے ساتھ پڑھنا فرض کفایہ ہے اور اُس پر اتنی مقدار میں عمل کرنا فرض عین ہے کہ آدمی قرآن پاک کو درست تلفظ کے ساتھ پڑھ سکے اور غلطی سے بچ سکے تا کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کے معنی اور مفہوم میں فساد نہ ہو اور نماز کو بھی فساد سے بچایا جاسکے۔

مُفسرِ قرآن جامع المعقول والمنقول شیخ احمد المعروف ملاں جیون الحنفی(المتوفی:1130ھ)، ''تفسیراتِ احمدیہ''، میں ترتیل کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''ان کو ترتیلِ قرآن کا حکم دیا اور ان پر (ترتیل کے ساتھ پڑھنا) واجب کر دیا۔ حضرت علی سے منقول ہے کہ ترتیل سے مراد رعایت وقوف اور اداء مخارج ہے جیسا کہ تفسیر حسینی والے نے اس کو لکھا ہے اور امام زاہد لکھتے ہیں کہ رعایت وقوف اور اداء مخارج نماز میں فرض ہیں ان کی رعایت کے بغیر نماز فاسد ہو

جائے گی کیونکہ یہ مامور بہ ہیں اور کسی آیت سے اس کا نسخ بھی ثابت نہیں کتب فقہ ان مسائل سے بھری ہوئی ہیں۔(تفسیرات احمدیہ ، الجز : 1 ، ص :725،مکتبۃ الحرم، اردو بازار، لاہور، پاکستان)

شیخ الاسلام حضرت امام احمد رضا خان قادری ؒ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

بلاشبہ اتنی تجوید (سیکھنا) جس سے تصحیح حروف ہو اور غلط خوانی سے بچے، فرض عین ہے۔(فتاوی رضویہ، الجز:6، ص:343، رضافاؤنڈیشن ،جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ، پاکستان)

اِسی فتاوی رضویہ میں آپ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"اتنی تجوید (سیکھنا) کہ (ایک) حرف دوسرے (حرف) سے صحیح ممتاز ہو، فرض عین ہے بغیر اِس کے نماز قطعاباطل ہے۔(فتاوی رضویہ، الجز:3، ص:253، رضافاؤنڈیشن ،جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ، پاکستان)

امام جلال الدین سیوطی الاتقان فی علوم القرآن میں لکھتے ہیں:

''قَدْ عَدَّ الْعُلَمَاء الْقِرَاءَة بِغَيْرِ تَجْوِيد لَحْنًا''(الإتقان في علوم القرآن ، الجز : 1 ، ص: 346 ،الناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب)

"بے شک علما نے بغیر تجوید کے (قرآن) پڑھنے کو لحن (غلط خوانی) قرار دیا ہے۔"

اور فتاوی ہندیہ میں ہے:

''لِأَنَّ اللَّحْنَ حَرَامٌ بِلَا خِلَافٍ''(الفتاوى الهندية ، الجز : 5 ، ص: 317 ،الناشر: دار الفكر)

"بلا خلاف لحن سب کے نزدیک حرام ہے۔"

اسی وجہ سے امام القراء علامہ شمس الدین ابو الخیر الجزری (المتوفی:833ھ) نے ''المقدمة الجزرية'' کے باب معرفة التجوید میں لکھا ہے:

وَالأَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لازِمُ مَنْ لَمْ يُجَوِّدِ الْقُرَآنَ آثِمُ (المقدمة الجزرية ،الجز: 1،ص: 9 ،الناشر: مکتبہ قادریہ لاہور پاکستان)

''اور (علم) تجوید کا حاصل کرنا واجب ولازم ہے کہ جو قرآن کو تجوید سے نہیں پڑھتا وہ گنہگار ہے۔''

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں:

''علمائے کرام قراءت بے تجوید کو لحن (غلط خوانی) بتاتے ہیں اور احسن الفتاوی، فتاوی بزازیہ میں فرمایا: ''ان اللحن حرام'' بلا خلاف لحن سب کے نزدیک حرام ہے۔ ولہذا ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے کوئی حرف غلط ادا ہوتا ہے تو اُس کی تصحیح و تعلم میں اُس پر کوشش واجب، اگر کوشش نہ کرے گا، معذور نہ رکھیں گے اور نماز نہ ہو گی، بلکہ جمہور علماء نے اِس سعی کی کوئی حد مقرر نہ کی اور حکم دیا کہ تا عمر شبانہ روز ہمیشہ جہد کئے جائے، کبھی اِس کے ترک میں معذور نہ ہو گا، یہی قول امام ابراہیم ابن یوسف و امام حسین بن مطیع کا ہے، محیط میں اِسی کو مختار الفتوی فرمایا، خانیہ وخلاصہ وفتح القدیر ومراقی الفلاح و فتاوی الحجتہ و جامع الرموز و در مختار ورد المحتار وغیرہا میں اِسی پر جزم کیا۔(فتاوی رضویه، الجز:6، ص:319، رضافاؤنڈیشن ،جامعه نظامیه رضویه لاہور ، پاکستان)

قرآن مجید کو تجوید یعنی تصحیح الفاظ اور ادائیگی حروف کی درستگی کے ساتھ پڑھنے سے تلاوت کا حسن اور خوبصورتی بڑھ جاتی ہے۔ قرآن مجید کو جتنا خوش الحانی اور درد بھری آواز کے ساتھ پڑھا جائے، اللہ تعالیٰ اتنا زیادہ پسند فرماتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

''حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جتنے شوق کے ساتھ کوئی شخص اپنی کنیز کا گانا سنتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ پسندیدگی کے ساتھ (اپنے) بندے کا

قرآن سنتا ہے جو اُسے خوش آوازی سے جہر کے ساتھ پڑھے "'' (سنن ابن ماجه ، بَابٌ فِي حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ، الناشر: دار إحياء الكتب العربية،صحيح ابن حبان، الجز: 3، ص: 31 ،الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت)

علمِ تجوید کی تاریخی حیثیت:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ علم تجوید و قراءت علومِ قرآنی میں سے ایک بنیادی علم ہے جو خصوصی اہمیت کا حامل ہے- اگر اس علم کو تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ خود حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرامؓ کو یہ علم سکھاتے تھے- حضرت مسعود بن یزید الکِندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک شخص کو قرآن کی قراءت سکھا رہے تھے- اس نے ''اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ- (آلِ عمران:7)

کو بغیر مد کے پڑھا- آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ آیت اِس طرح نہیں پڑھائی- پھر اُس شخص نے کہا کہ اے اباعبد الرحمٰن (یہ آپ کی کنیت ہے) رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یہ آیت کس طرح پڑھائی ہے؟

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ '' اس کو مد کے ساتھ پڑھو- (الإتقان في علوم القرآن ، الجز: 1 ، ص: 333 ، الناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب)

امام جلال الدین سیوطی "الاتقان" میں اسی حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں:

"وَهَذَا حديث حسن جَلِيلٌ حُجَّةٌ وَنَصٌّ فِي الْبَابِ رِجَالُ إِسْنَادِهِ ثِقَاتٌ أَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ'' (الإتقان في علوم القرآن ، الجز: 1 ، ص: 333 ، الناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب)

اور یہ حدیث نہایت ہی اچھی اور قابل قدر ہے اور (یہ مد کے بارے میں) حجت اور نص ہے-اس کے اسناد کے تمام راوی ثقہ ہیں اور امام طبرانی نے اس کو اپنی کتاب ''المعجم الکبیر'' میں روایت کیا ہے۔

المستدرک للحاکم کی روایت میں ہے کہ:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو قراءت میں غلطی کرتے ہوئے سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی اصلاح کرو(یعنی اسے درست تلفظ کے ساتھ پڑھنا سکھاؤ)''۔(المستدرك على الصحيحين ، الجز:2، ص: 447 ،الناشر: دار الكتب العلمية ،بیروت)

یہ دونوں روایتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی کریم ﷺ سے یہ علم سیکھتے اور پھر آگے سکھاتے جیسا کہ امام ابو نعیم الاصبہانی (المتوفى:430ھ) تاریخ اصبہان اور امام ابو محمد مکی بن ابو طالب الاندلسی القرطبی المالکی (المتوفى:437ھ) ''الإبانة عن معانی القراءت'' میں لکھتے ہیں:

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ:

''قَرَاءتُ عَلَى سَبْعِينَ مِنَ التَّابِعِينَ'' (تاريخ أصبهان ، الجز: 2، ص: 301 ، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الإبانة عن معاني القراءت ، الجز: 1، ص: 49، الناشر: دار نهضة مصر)

''میں نے ستر تابعین کرام رضی اللہ عنہم سے علم قراءت حاصل کیا ہے۔

اسی طرح علم تجوید و قراءت کو سیکھنے اور سکھانے کا یہ سلسلہ آج تک جاری رہا ہے اور آئمہ تفسیر و حدیث و فقہ کی طرح تجوید و قراءت کے آئمہ کرام کی بھی ایک طویل فہرست ہے اور ان ائمہ کی اس موضوع پر مستقل کتب بھی موجود ہیں-کسی صورت میں بھی اس علم کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ میں ایک سوال "کہ اکثر جہلاء کو قواعد تجوید سے انکار ہے اور ناحق جانتے ہیں" کے جواب میں لکھتے ہیں:

''تجوید بنص قطعي قرآن و اخبار متواتره سيدالانس و الجان عليه وعلى آله افضل الصلوة والسلام واجماع تام صحابه و تابعين وسائر ائمه كرام عليهم الرضوان المستدام ''حق و واجب اور علم دین شرع الٰہی ہے'' قال الله تعالیٰ: ورتل القرآن ترتيلا'' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور "قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو" اُسے مطلقا، ناحق بتانا کلمہ کفر ہے'' والعياذ بالله تعالیٰ'' ہاں جو اپنی ناواقفی سے کسی قاعدے پر انکار کرے وہ اِس کا جہل ہے اُسے آگاہ اور متنبہ کرنا چاہئے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضويه، ج:6، ص:323322، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، پاکستان)

☆ قرآن کو ترتیب سے پڑھنا

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 16 جمادالاول، 1442ھ، 1 جنوری 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی

قرآن کریم کے پڑھنے کے متعلق:

قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا'' (المزمل: 4)

اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

تاج القراء شیخ محمود بن حمزۃ بن نصر، ابو القاسم برھان الدین الکرمانی (المتوفی:505ھ) ''غرائب التفسیر وعجائب التأویل''**میں ترتیل کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:**

''وهو أداء الحروف وحفظ الوقوف''(غرائب التفسیر وعجائب التأویل، الجز:2، ص:1266، دار النشر: دار القبلة للثقافة الإسلامية جدة، مؤسسة علوم القرآن بيروت)

"اور وہ (ترتیل سے مراد) حروف کی (دُرست) ادائیگی اور وقوف کی حفاظت کرنا ہے۔"

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (المتوفی:606ھ) تفسیر کبیر میں ترتیل کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''قَالَ الزَّجَّاجُ: رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا، بَيِّنْهُ تَبْيِينًا وَالتَّبْيِينُ لَا يَتِمُّ بِأَنْ يَعْجَلَ فِي الْقُرْآنِ، إِنَّمَا يَتِمُّ بِأَنْ يَتَبَيَّنَ جَمِيعَ الْحُرُوف، وَيُوَفِّيَ حَقَّهَا مِنَ الْإِشْبَاعِ''(التفسیر الکبیر، الجز: 30، ص: 683، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت)

زجاج نے کہا کہ ترتیل کا معنی تبیین، یعنی بیان کرنا، اور قرآن مجید کو جلدی جلدی پڑھنے سے تبیین نہیں ہوتی، (بلکہ) یہ صرف اُس وقت ہوتی ہے جب تمام حروف کو اُن کے مخارج سے واضح طور پر ادا کیا جائے، اور اُن حروف کے ظاہر کرنے کا حق پورا کیا جائے۔"

علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی (المتوفی:710ھ)، ''تفسیر مدارك التنزیل''**میں ترتیل کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:**

یعنی حروف کو واضح ادا کر کے پڑھیں اور وقوف کا خیال رکھیں اور قوانین کے مطابق حرکات کو پُر کر کے پڑھیں {تَرْتِيلًا} خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا، یہ امر کے وجوب کی تاکید ہے اور دوسرا یہ کہ قرآن مجید پڑھنے والے کیلئے تصحیح حروف کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔(مدارك التنزیل وحقائق التأویل، الجز: 3، ص:555، الناشر: دار الكلم الطيب، بيروت)

امام المجوّدین علامہ شمس الدین ابو الخیر ابن الجزری الشافعی (المتوفی:833ھ) ''التمہید فی علم التجوید''، اور ''النشر فی القراءات العشر''میں، اور امام جلال الدین السیوطی ''الاتقان فی علوم القرآن''میں ''ترتیل''کی تفسیر میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وَعَنْ عَلِيٍّ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا} ، قَالَ: التَّرْتِيلُ تَجْوِيدُ الْحُرُوفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوفِ''(التمهيد في علم التجويد، الجز: 1، ص:48، الناشر: مكتبة المعارف، الرياض،النشر في القراءات العشر، [فصل في التجويد] الجز:1، ص:209، الناشر: المطبعة التجارية الكبرى [دار الكتاب العلمية]الإتقان في علوم القرآن ، الجز: 1،ص :282 ، الناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب)

''سیدنا حضرت مولیٰ علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے خداوند تعالیٰ کے قول:{وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا} کی تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ترتیل حروف کے عمدہ طور پر ادا کرنے اور وقف (ٹھہراؤ) کے پہچاننے کا نام ہے''۔

مُفسرِ قرآن جامع المعقول والمنقول شیخ احمد المعروف ملاں جیون الحنفی (المتوفی:1130ھ)، ''تفسیراتِ احمدیہ''میں ترتیل کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''وھو ما نقل عن علی رضی اللہ تعالی عنہ رعایۃ الوقوف واداء المخارج'' (تفسیرات احمدیہ ، الجز : 1 ، ص :725،مکتبۃ الحرم، اردو بازار،لاہور، پاکستان)

اور ترتیل کا معنیٰ جو سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ترتیل سے مراد (حروف کو) مخارج سے ادا کرنا اور وقوف کی رعایت کرنا ہے۔

علم وقوف کی تعریف اور اہمیت:

امام المجوّدین علامہ شمس الدین ابو الخیر ابن الجزری (المتوفی:833ھ) "المقدمۃ الجزریۃ" کے باب "معرفۃ الوقف" میں لکھتے ہیں:

''قواعدِ تجوید کے جاننے کے بعد وقف کے مقامات کا معلوم کرنا ضروری ہے'' (المقدمة الجزرية ،الجز: 1،ص:17 ،الناشر: مكتبه قادريه لاهور، پاکستان)

وقف کے بارے میں علامہ غلام رسول سعیدیؒ تفسیر تبیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ:

"قرآن مجید کو صحیح پڑھنے کیلیئے یہ بھی ضروری ہے کہ وقف (ٹھہرنا) اور وصل (ملانا) کا صحیح علم حاصل کیا جائے-یعنی کس جملہ کو دوسرے جملے یا کس لفظ کو دوسرے لفظ کے ساتھ ملا کر پڑھنا ہے یا کس جملہ اور لفظ کو کس دوسرے جملے یا لفظ سے جدا کر کے پڑھنا ہے-اردو میں اس کی مثال ہے "روکو، مت جانے دو" اگر روکو پر وقف کر لیا جائے تو اس کا معنیٰ "روکنا" ہے اور "روکو مت" پر وقف کر کے "جانے دو" پڑھا جائے تو اس کا معنیٰ "نہ روکنا" ہے-قرآن مجید میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں-ان میں سے ایک پیش خدمت ہے:

''وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ'' (آل عمران: 7)

"اور ان (آیاتِ متشابہات کی) تاویل کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں-"

اس آیت میں اگر "الا اللہ" پر وقف کیا جائے تو یہی معنیٰ ہو گا جو ہم نے لکھا ہے اور اگر "وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ" پر وقف کیا جائے تو معنیٰ بدل جائے گا اور اب یوں ہو گا، آیات متشابہات کی تاویل کو اللہ تعالیٰ اور علماء راسخین کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(تفسیر تبیان القرآن، ج:1، ص:118، فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور پاکستان)

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں صحیح جگہ پر وقف نہ کرنا قرآن مجید کے معنیٰ اور منشاء کو بدل دیتا ہے اور بعض اوقات کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی "الاتقان" میں وقف کی اہمیت کے باب میں علامہ ابن الانباری اور النکزاوی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قَالَ ابْنُ الْأَنْبَارِيِّ مِنْ تَمَامِ مَعْرِفَةِ الْقُرْآنِ مَعْرِفَةُ الْوَقْفِ وَالِابْتِدَاءِ فِيهِ''

"علامہ ابن الانباری نے فرمایا کہ قرآن کی پوری معرفت میں یہ بات بھی داخل ہے کہ وقف اور ابتداء کی شناخت حاصل ہو۔"

''وَقَالَ النِّكْزَاوِيُّ: بَابُ الْوَقْفِ عَظِيمُ الْقَدْرِ جَلِيلُ الخطر لأنه لايتأتى لِأَحَدٍ مَعْرِفَةُ مَعَانِي الْقُرْآنِ وَلَا اسْتِنْبَاطُ الْأَدِلَّةِ الشَّرْعِيَّةِ مِنْهُ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ الْفَوَاصِلِ''(الإتقان في علوم القرآن ، الجز: 1،ص:283 الناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب)

"اور نکزاوی نے کہا کہ وقف کا باب نہایت عظیم الشان اور قدر کے قابل ہے کیونکہ کسی شخص کو بھی قرآن کے معنوں اور اس سے احکام شرعی کی دلیلیں مستنبط کرنے کی شناخت اُس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک وہ فواصل کو نہ پہنچانے (یعنی کہاں ملانا ہے اور کہاں نہیں ملانا)۔"

علم وقوف کی سند اور اہمیت:

امام ابو جعفر الطحاوی (المتوفى:321ھ) شرح مشکل الآثار میں ایک روایت نقل کرتے ہیں جو رموز اوقاف کی اصل ہے:

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک بڑے عرصہ تک ہمارا یہ معمول رہا کہ ہم میں سے کوئی شخص قرآن پڑھنے سے پہلے ایمان لے آتا تھا-سیدنا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جب کوئی سورت نازل ہوتی تو ہم اس سورت کے حلال اور حرام کا علم حاصل کرتے اور اس چیز کا علم حاصل کرتے کہ اس سورت میں کہاں کہاں وقف کرنا چاہیے---(شرح مشکل الآثار ، الجز: 4، ص: 84 ، الناشر: مؤسسة الرسالة)

الاتقان میں ہے کہ اس روایت پر علامہ ابو جعفر نحاس اپنا نکتہ نظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَالَ النّحَّاسُ: فَهَذَا الْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُمْ كَانُوا يَتَعَلَّمُونَ الْأَوْقَافَ كَمَا يَتَعَلَّمُونَ الْقُرْآنَ

"لہٰذا یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صحابہ کرام اوقاف کی تعلیم بھی اسی طرح حاصل کرتے جس طرح قرآن سیکھتے۔"

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول میں اس بات کی واضح دلیل موجود ہے کہ وقف کا علم حاصل کرنے پر صحابہ کرام کا اجماع ہے-

علامہ ابو المعالی برھان الدین الحنفی (المتوفى:616ھ) "محیط برہانی" میں وقف کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وَمَنْ يَقِفُ فِي غَيْرِ مَوَاضِعِهِ وَلَا يَقِفُ فِي مَوَاضِعِهِ لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَؤُمَّ''(الفتاوی الهندية ، الجز: 1 ص: 86 ،الناشر: دار الفكر، المحيط البرهانی ،الجز: 1 ،ص: 321 ،الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت لبنان)

جو شخص مقاماتِ وقف کے غیر میں وقف کرتا ہے اور مقاماتِ وقف میں وقف نہیں کرتا تو اُسے امام نہ بنایا جائے۔

اور امام سیوطی الاتقان میں لکھتے ہیں:

"اور بہت سے پچھلے زمانے کے علماء نے اجازت قراءت دینے والوں پر یہ شرط لگادی تھی کہ وہ جب تک کسی شخص کو وقف وابتداء کی شناخت میں بخوبی آزمانہ لیں، اُس وقت تک قراءتِ قرآن کی سند نہ عطا کریں۔(الإتقان في علوم القرآن ، الجز: 1،ص:283 الناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب)واللہ اعلم بالصواب

☆علم البیان

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 16 جمادالاول،1442ھ، 1 جنوری 2021ء:بمقام:گھر ناظم آباد نمبر2، کراچی

علم البیان کا تعارف:

امام سعد الدین تفتازانی علم البیان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"هوعلم يعرف به ايراد المعنى الواحد بطريق مختلفة فى وضوح الدلالة عليه" (مختصر المعانى ، ص:303)

"علم بیان وہ علم ہے جس سے ایک معنی کا ایسے مختلف طریقوں سے بیان کرنا آجائے جن میں سے کوئی طریقہ اس معنی پر زیادہ وضاحت سے دلالت کرتا ہو اور دوسرا کم وضاحت سے دلالت کرتا ہو۔"

مزید آسان لفظوں میں اس طرح بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ علم البیان وہ علم ہے کہ اس کے ذریعے ایک معنیٰ کو مختلف انداز میں بیان کرنے کا ڈھنگ آجاتا ہے-اب اس کے تحت آنے والی اشیاء کا ذکر کیا جاتا ہے:

☆علم التشبیہ

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 16 جمادالاول، 1442ھ، 1 جنوری 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی

التشبیہ:

''التشبیہ الحاق امر بامر فی وصف''-(دروس البلاغہ، ص:97)

تشبیہ سے مراد ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی صفت میں شریک کرنا-جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

''وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا''-(النباء:10) '' ہم نے رات کو لباس بنایا-''

یہاں رات کو لباس کے ساتھ تشبیہ دی ہے مطلب یہ ہے کہ ہم نے رات کو ستر اور پردے میں لباس کی طرح بنایا ہے کہ جس طرح لباس بندے کو ڈھانپ لیتا ہے اسی طرح رات بھی ڈھانپ لیتی ہے-

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

''وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ سکتہ صلے لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا سکتہ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا سکتہ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ط اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ-(الاعراف:179)

"اور بے شک ہم نے جہنم کیلئے پیدا کیے بہت جن اور آدمی وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں وہ چوپائیوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بڑھ کر گمراہ وہی غفلت میں پڑے ہیں۔"

اس آیت مبارکہ میں ایسے لوگ جو دل، آنکھ اور کان رکھنے کے باوجود اُن سے فائدہ حاصل نہیں کرتے اُن کو جانوروں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح جانور کماحقہ سمجھ نہیں رکھتے اسی طرح یہ لوگ بھی سمجھ نہیں رکھتے۔

☆علم المجاز

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 16 جمادالاول، 1442ھ، 1 جنوری 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی

مجاز:

''ھو اللفظ المستعمل فی غیر ماوضع لہ لعلاقۃ مع قرینۃ مانعۃ من ارادۃ المعنی السابق''۔(دروس البلاغہ، ص:114)

"مجاز وہ لفظ ہے جس کو کسی تعلق کی وجہ سے اس کے حقیقی معنی کے علاوہ کسی دوسرے معنی میں استعمال کیا جائے۔اس میں ایسا قرینہ ہوتا ہے جو اس کے حقیقی معنی مراد لینے سے مانع ہوتا ہے۔"

ارشادِ خداوندی ہے:

"يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ"(البقرۃ:19)

"وہ اپنی انگلیوں کے پوروں کو اپنے کانوں میں بناتے ہیں۔"

اس آیت مبارکہ میں لفظ "اصابع" اپنے حقیقی معنی میں استعمال نہیں ہوا بلکہ مجازی معنی یعنی پوروں میں استعمال ہوا ہے کیونکہ اصابع کا لفظ انگلیوں کیلئے بنایا گیا ہے پوروں کیلئے نہیں- لیکن چونکہ پورے انگلیوں کی جز ہیں تو اس علاقہ کی وجہ سے پورے مراد لیے اور حقیقی معنی انگلیاں مراد لینے میں رکاوٹ پر قرینہ بھی ہے کہ پوری انگلی کو کان میں ڈالنا ممکن نہیں لہٰذا کل بول کر جز مراد لیا-

استعارہ:

''الاستعارۃ ھی مجاز علاقتہ المشابهة- (دروس البلاغه، ص:114)

"استعارہ یہ مجاز ہی ہوتا ہے اگر حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان علاقہ تشبیہ کا ہو تو اُسے استعارہ کہتے ہیں-"

جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

''كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ- (ابراہیم:1)

"یہ کتاب جسے آپ کی طرف اتارا تا کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالیں-"

اس آیت کریمہ میں لفظ ظلمات اور نور ان معنوں میں استعمال نہیں ہوئے جن کیلئے ان کو بنایا گیا ہے یعنی حقیقی معنی میں استعمال نہیں ہوئے ظلمات گمراہی کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں- اندھیرے اور گمراہی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہے اور اس طرح نور اور ہدایت کے درمیان بھی تشبیہ کا علاقہ ہے اور اس میں قرینہ اس کا ماقبل یعنی "كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ" ہے کیونکہ کتاب کے اتارنے کا مقصد گمراہی سے ہدایت کی طرف لے جانا ہے- لہٰذا ظلمات گمراہی کا اور نور ہدایت کا استعارہ ہے-

کنایہ:

''ھی لفظ ارید به لازم معناه مع جواز ارادة ذالك المعنی'' (تلخیص المفتاح، ص:84)

"کنایہ وہ لفظ ہے جس سے اس کے معنی کے لازم کو مراد لیا جائے اور اصل معنی کو مراد لینا بھی جائز ہو"

-

ارشادِ ربانی ہے:

"وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ" (الفرقان:27)

"اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبالے گا۔"

اس آیت کریمہ میں "يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ "یعنی ظالم کا ہاتھ چبانا، یہ شرمندگی، حسرت اور غصے سے کنایہ ہے کیونکہ بندے کو جب کوئی شرمندگی، حسرت اور غصہ ہو تو وہ ہاتھ چباتا ہے تو گویا کہ ہاتھ چبانے کو شرمندگی، حسرت اور غصہ لازم ہے تو یہ کنایہ ہوا تو اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ قیامت کے دن ظالم شرمندگی اور حسرت کا اظہار کرے گا۔علاوہ ازیں اس آیت کا یہاں اصل معنی "ہاتھ چبانا" مراد لینا بالکل جائز ہے۔

☆علم البدیع

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 16 جمادالاول، 1442ھ، 1 جنوری 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی

علم البدیع کا تعارف:

علامہ عبدالرحمن قزوینی علم البدیع کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"هو علم يعرف به وجوه تحسين الكلام بعد رعاية المطابقة لمقتضى الحال" (تلخیص المفتاح، ص:86)

"علم البدیع وہ علم ہے جس کے ذریعے فصیح و بلیغ کلام کو حسین کرنے کے طریقے معلوم ہو جائیں۔"

اس علم کے تحت آنے والی اشیاء بہت ساری ہیں، بعض کا تعلق الفاظ کے ساتھ ہے جنہیں محسنات لفظیہ کہا جاتا ہے اور بعض کا تعلق معنی کے ساتھ ہے جنہیں محسنات معنویہ کہا جاتا ہے۔ چونکہ اس مختصر مضمون میں اُن تمام کا ذکر کرنا ناممکن ہے لہٰذا اجمالی طور پر چند چیزوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

توریہ:

''التورية ان يذكر لفظ له معنيان قريب يتبادر فهمه من الكلام بعيد هو المراد بالافادة لقرينة خفية۔(دروس البلاغه، ص:128)

"توریہ سے مراد ایک ایسا لفظ جس کا ذکر کیا جائے اس کے دو معنی ہوں۔ ایک قریبی جو کلام سے جلد سمجھ آجائے اور دوسرا بعیدی جو کسی مخفی قرینے کی وجہ سے فائدہ دینے کیلئے مراد لیا گیا ہو۔"

جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

''وَ هُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَ يَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ''۔(الانعام:60)

"اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور جو کچھ تم دن کو کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں لفظ "مَاجَرَحْتُمْ" کے دو معنی ہیں۔ پہلا معنی تو یہ ہے کہ جو تم نے زخم کیے یہ اس کا قریبی معنی ہے اور اس معنی کی طرف ذہن جلد جاتا ہے اور دوسرا معنی ہے کہ جو تم نے گناہ کیے یہ اس کا بعیدی معنی ہے اور ذہن اس کی طرف جلدی نہیں جاتا۔ اس مقام پر اگر دوسرا معنی مراد لیا ہے تو پھر مطلب یہ ہو گا کہ جو تم دن کو گناہوں کا ارتکاب کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس کو جانتا ہے۔

الطباق:

''ھو الجمع بین معنین متقابلین'' (دروس البلاغہ، ص:131)

''طباق یہ ہے کہ کلام میں دو باہم متقابل معنوں کو اکٹھا کر دیا جائے چاہے وہ دونوں اسم ہو یا فعل۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَ تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّ هُمْ رُقُوْدٌ۔(الکہف:18)

''اور تم انہیں جاگتا سمجھو اور وہ سوتے ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں ''اَیْقَاظ'' اور ''رُقُود'' یہ اسم ہیں جن کو ایک ساتھ جمع کر دیا گیا ہے اور دونوں ایک دوسرے کے متقابل ہیں کیونکہ ''اَیْقَاظ'' کا معنی جاگنا اور ''رُقُود'' کا معنی سونا ہے۔

فعل کی مثال فرمان باری تعالیٰ ہے:

''وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔(الروم:76)

''اور لیکن بہت لوگ نہیں جانتے اور جانتے ہیں جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی۔''

دیکھئے! یہاں دو فعل ''لَایَعْلَمُوْنَ'' اور ''یَعْلَمُوْنَ'' باہم متقابل ہیں اور انہیں ایک جگہ اکٹھا کر دیا گیا ہے۔

المقابلہ:

''ھوان یوتی بمعنیین او اکثر ثم یوتی بما یقابل ذالك علی الترتیب''۔(تلخیص المفتاح، ص:87)

''یہ طباق کی ایک قسم ہے اور مقابلہ یہ ہے اولاً دو یا زیادہ معنوں کو ذکر کیا جائے پھر اُن کے مقابل کو بھی بالترتیب لایا جائے۔''

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا'' (التوبہ:82)

''سو انہیں چاہئے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں۔''

اس آیت مبارکہ میں اولاً 'ضحك' اور 'قلت' کو لایا گیا پھر دونوں کے مقابل 'بکاء' اور 'کثرت' کو علی الترتیب لایا گیا ہے۔

الاستخدام:

''هو ذكر اللفظ بمعنى واعادة ضمير عليه بمعنى آخر'' (دروس البلاغه، ص:134)

''استخدام کہتے ہیں کہ دو معنی والے کسی لفظ کو ذکر کیا جائے اور اس سے کوئی ایک معنی مراد لیا جائے پھر اُس لفظ کی طرف ایک ضمیر لوٹائی جائے اور اُس ضمیر سے اُس لفظ کا دوسرا معنی مراد لیا جائے۔''

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ'' (البقرة:185)

''تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔''

اس آیت مبارکہ میں لفظ ''الشَّهر'' استعمال ہُوا ہے جو دو معنوں والا ہے۔ ایک معنی ہلال رمضان ہے اور دوسرا معنی شہر رمضان ہے۔ لفظ ''الشَّهر'' سے پہلا یعنی ہلال رمضان مراد لیا گیا ہے اور پھر ''فَلْيَصُمْهُ'' کی ضمیر منصوب متصل جب لفظ ''الشَّهر'' کی طرف لوٹائی تو اُس وقت اُس کا دوسرا معنی شہر رمضان مراد لیا گیا۔ اس لیے معنی ہوا کہ جو تم میں سے رمضان کے چاند کو دیکھے تو اُسے چاہیے کہ وہ ماہ رمضان کے روزے رکھے۔

الطی والنشر:

''هو ذكر متعدد على التفصيل اوالاجمال ثم يذكر مالكل واحد من المتعدد من غير تعيين اعتماداعلى فهم السامع''(دروس البلاغه، ص:138)

طی ونشر یہ ہے کہ کئی ایک اشیاء کو اولا اجمالا یا تفصیلا ذکر کیا جائے پھر ان میں سے ہر ایک کیلئے بغیر تعین کے ایک ایک حکم بھی ذکر کر دیا جائے فہم سامع پر اعتماد کرتے ہوئے۔''

جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

''جَعَلَ لَكُمُ الَّيۡلَ وَ النَّهَارَ لِتَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ وَ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِه۔(القصص:73)

''اس (اللہ تعالیٰ) نے تمہارے لئے رات اور دن بنائے کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل ڈھونڈو۔''

اب اس آیت کریمہ میں دو چیزیں لیل اور نہار علیحدہ علیحدہ طور پر ذکر ہوئی ہیں اور ان کیلئے دو حکم بھی بغیر تعین کے مذکور ہُوئے۔ مگر اس عدم تعیین سے فہم مراد میں کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ ہر شخص جانتاہے کہ اکثر بیشتر آرام رات کو ہوتا ہے اور کسب معاش دن کو ہوتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا ''لِتَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ'' کا ربط ''اَلَّيۡلَ'' یعنی رات کے ساتھ ہے اور ''لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ'' کا تعلق ''النَّهَارَ'' یعنی دن کے ساتھ ہے۔

☆تشابہ الاطراف

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 16 جمادالاول، 1442ھ، 1 جنوری 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی

تشابہ الاطراف:

''ھو جعل آخر جملۃ صدر تالیتھا او آخر بیت صدر ما یلیہ''۔(دروس البلاغہ، ص:146)

''تشابہ الاطراف یہ ہے کہ نثر یا شعر میں کسی جملے کے آخری حصے کو اس کے بعد والے جملے کے شروع میں لایا جائے۔

جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

''مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ''۔(النور:35)

''اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال اس طاق کی طرح ہے کہ جس میں ایک چراغ ہو اور وہ چراغ رکھا ہُوا ہو ایک شیشے میں وہ شیشہ ایسا ہو جیسا کہ ایک چمکتا ہُوا موتی۔''

اس آیت مبارکہ میں پہلے جملے کے آخری لفظ 'مِصْبَاحٌ' کو دوسرے جملے کے آغاز میں 'اَلْمِصْبَاحُ' کی صورت میں لایا گیا ہے اور دوسرے جملے کے آخری لفظ 'زُجَاجَۃٍ' کو اس کے بعد والے جملے کے شروع میں 'اَلزُّجَاجَۃُ' کی شکل میں اعادہ کرکے اس کلام کو زینت بخشی گئی ہے۔

تصدیر:

''ھو فی النثر ان یجعل احد اللفظین المکررین او المتجانسین او الملحقین بھما بان جمعھما اشتقاق او شبھہ فی اول الفقرۃ و الثانی فی آخرھا''(تلخیص المفتاح، ص:103)

"تصدیر یہ ہے کہ نثر میں ایسے دو لفظ جو مکرر ہوں یا ایک جنس کے ہوں یا ان دونوں کے ساتھ اس طرح ملحق ہوں کہ ان دو لفظوں کا ماخذ اشتقاق ایک ہو بایعینہ ایک تو ہو البتہ ایک جیسا ہو ان میں سے کوئی ایک لفظ کسی فقرے کی ابتداء میں ہو اور دوسرا دوسرے فقرے کے اخیر میں استعمال کیا جائے۔"

جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

''وَ تَخْشَى النَّاسَ ج وَ اللهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ۔(الاحزاب:37)

"آپ لوگوں کے طعن و تشنیع سے ڈرتے تھے اور آپ کو اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔"

اس کلام میں لفظ "تَخْشٰی" مکرر استعمال ہُوا ہے۔پہلے فقرے میں آیت کے آغاز میں پھر دوسرے فقرے کے آخر میں اور یہ دونوں کلمے لفظ و معنی دونوں میں متفق ہیں۔

ایسے دو ملحق بالمتجانسین کہ جن دونوں کو ماخذ اشتقاق نے یکجا کر دیا ہو اُس کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا''۔(النوح:10)

"تم اپنے رب سے اپنے گناہوں پر معافی طلب کرو بلاشبہ وہ بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں "اِسْتَغْفِرُوْا" اور "غَفَّارًا" مکرر بھی نہیں اور متجانسین بھی نہیں البتہ دونوں کا ماخذ اشتقاق ایک ہونے کی وجہ سے متجانسین کے ساتھ ملحق سمجھ لیا گیا ہے ان میں سے ایک لفظ ایک آیت کے شروع میں ہے اور دوسرا لفظ دوسری آیت کے آخر میں ہے۔

سجع:

''ھو توافق الفاصلتین نثرا فی الحرف الاخیر''۔(دروس البلاغه، ص:154)

"وہ نثر کہ دو جملوں کے حرف اخیر کی یکسانیت کا نام ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ پہلا جملہ جس حرف پر ختم ہو رہا ہو دوسرا جملہ بھی اُسی حرف پر ختم ہو تو اسے سجع کہتے ہیں۔

"إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ۝ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۔(التکویر:31)

اب ان تینوں آیات میں اگر ہم غور کریں تو پہلی آیت جس حرف پر ختم ہو رہی ہے اسی طرح دوسری اور تیسری آیت بھی اُسی حرف "ت" پر ختم ہو رہی ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَالطُّورِ ۝ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ۝ فِي رَقٍّ مَّنشُورٍ ۝ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ''(الطور:1-4)

ان آیات میں بھی 'سجع' ہے کہ جس حرف پر پہلی آیت یعنی "والطور" ختم ہو رہی ہے تو اُسی حرف "ر" پر باقی آیات بھی ختم ہو رہی ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ۝ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ ۝ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ۔(البروج:52)

ان آیات میں بھی اگر ہم غور کریں تو پہلی آیت جس حرف پر ختم ہو رہی ہے وہ حرف "د" ہے اُسی حرف پر بقیہ آیات بھی ختم ہو رہی ہیں۔

قلب:

’’هوان يكون الكلام بحيث لو عكسته و بدات بحرفه الاخير الى الاول كان الحاصل بعينه‘‘۔(مختصر المعانی، ص:485)

’’کلام کا اس طرح ہونا کہ اگر اُس کو الٹا لیا جائے اور حرف آخر سے اوّل کی طرف ابتداء کر لی جائے تو پھر بھی عبارت اور معنی میں کوئی فرق نہ آئے۔‘‘

جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

’’رَبَّكَ فَكَبِّرْ‘‘(المدثر:3)

’’اپنے رب ہی کی بڑائی بولو۔‘‘

ان کلماتِ الٰہیہ میں پہلے ’’ر‘‘ پھر ’’ب‘‘، پھر ’’ک‘‘ اس کے بعد ’’ف‘‘، ’’ک‘‘ پھر ’’ب‘‘ اور آخر میں ’’ر‘‘ ہے۔اگر ہم ’’رَبَّکَ فَکَبِّرْ‘‘ کو الٹا پڑھیں یعنی ’’فَکَبِّرْ‘‘ کی ’’ر‘‘ سے ابتدا کریں اور ’’رَبَّکَ‘‘ کی ’’ر‘‘ پر ختم کریں پھر بھی ’’رَبَّکَ فَکَبِّرْ‘‘ بنتا ہے تو نہ لفظ میں تبدیلی آتی ہے اور نہ ہی معنی میں۔

☆مکہ مکرمہ کے کچھ بڑے پہاڑوں کو "اثبرہ" کہتے ہیں

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 16 جمادالاول،1442ھ، 1 جنوری 2021ء:بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی

ثبیر کی مزید تفصیلات کے ساتھ ثبیر زنج اور ثبیر ثور کا تذکرہ معالم مکہ میں علامہ عاتق حربی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کیا ہے:

معظم جبال مكة الكبار كانت تسمى الأثبرة جمع ثبير فمنها: ثبير غيناء وهو أشمخ هذه الأثبرة وهو الذي تسميه عامة أهل مكة اليوم جبل الرخم ذلك أن على رأسه غر الطير لا يفارقه، وكان يسمى أيضا ثبير الأثبرة، أي كبيرها. وكان يسمى في الجاهلية سميرا ثم سمي صفرا، وكان يقال لقمته ذات القتادة، وهو المقابل لجبل النور (حراء) من الجنوب والمشرف على منى من الشمال، ويسمى متنه الشرقي "ثَقَبَة" بثلاث فتحات.وكان الجاهليون لا يفيضون من مزدلفة حتى تشرق الشمس على رأسه. ولذلك يقولون: أشرق تبير كيما نغير

(عاتق بن غيث الحربي، معالم مكة التاريخية والاثرية، مطبوعة: دار مكة للنشر والتوزيع، مكة، السعودية، 1980م، ص:55)

ترجمہ: مکہ مکرمہ کے بڑے پہاڑوں کو اثبرہ کہتے ہیں، یہ ثبیر کی جمع ہے، ان میں سے ثبیر غیناء ہے جو ان پہاڑوں میں سے سب سے زیادہ بلند ھے، یہ وہی پہاڑ ہے جسے آج کل عام لوگ جبل رخم کہتے ہیں، اس وجہ سے کیونکہ اس کے سر پر ایک پرندہ ہوتا ہے جو اس سے جدا نہیں ہوتا، اسے ثبیر الاثبرہ بھی کہا جاتا ہے یعنی سب سے بڑا پہاڑ، اسے جاہلیت میں سمیر بھی کہتے تھے پھر اسے صفر کا نام بھی دیا گیا، اس کی چوٹی کو ذات القتادہ بھی کہتے تھے، یہ جنوب سے جبل نور یعنی حراء کے مقابل ہے اور شمال سے منی کے سامنے ہے، اس کی مشرقی جانب کی بلندی کو تین زبر کے ساتھ ثقبہ کہا جاتا ہے، جاہلیت کے لوگ مزدلفہ سے نہیں جاتے تھے جب تک سورج اس کے سر سے طلوع نہ ہو جاتا، اسی لیے وہ کہتے تھے ثبیر تو روشنی میں داخل ہو جا تاکہ ہم یہاں سے (نحر وغیرہ کے لیے) روانہ ہو سکیں۔

☆آزادی اظہار رائے کا مفہوم

بروز ہفتہ، اسلامی تاریخ 17 جمادالاول، 1442ھ، 2 جنوری 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی

یہ آرٹیکل "مجلہ علوم اسلامیہ ودینیہ,3 شمارہ۔2 (2018) میں Abdullah، Farooq، Muhammad Abdullah نے لکھا اس کو عنوان "آزادی اظہار کی حدود وقیود: مسئلہ عصمت انبیاء اور اقوام متحدہ۔ مطالعہ کرتے ہوئے نوٹ کیا۔

عربی میں آزادی اظہار کے لئے حریۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ قاموس المحیط میں لکھا ہے:

"الحر خلاف العبد، وتحریر الرقبۃ ای اعتاقھا"

(احمد الزواوی، ترتیب القاموس المحیط علیٰ طریقۃ المصباح المنیر و اساس البلاغۃ، طبع عیسیٰ البابی الحلبی و شرکاہ، ص: 615)

"آزادی غلامی کا برعکس ہے، گردن کی آزادی یعنی اسے چھڑوا دینا۔"

معجم متن اللغۃ میں لکھا ہے:

"حر حرارا عتق، والعبد صار حرا، وحریۃ من حریۃ الاصل، وحرر العبد اعتقہ، ومحرر افردہ لطاعۃ اللہ وخدمۃ المسجد۔

(احمد رضا، معجم متن اللغۃ، دار المکتبۃ الحیاۃ، بیروت، 2:59)

"حر آزادی دینا آزاد کرنا، غلام آزاد ہو گیا، حریت اصل میں آزادی کے معنی میں ہے۔ بندے کو کام کی آزادی، اور محرر وہ ہے جس کو مسجد اور اللہ تعالیٰ کی خدمت اور اطاعت کے لئے آزاد کیا جائے۔"

واضح رہے کہ آزادی کا مفہوم بہت زیادہ وسیع ہے۔ جس کی مختلف نوعیتیں ہیں جیسا کہ سیاسی آزادی، اقتصادی آزادی، تنظیم اور اجتماع کی آزادی، تجارت کی آزادی لیکن یہاں پر ہم رائے کی آزادی مراد لیں گے۔ جیسا کہ عربی موسوعۃ السیاسیۃ میں حریۃ کا مفہوم یوں مذکور ہے۔

"حریۃ المواطن فی التعبیر عن رائیہ فی الامور العامۃ کافۃ دون التعرض لای عقاب"

(موسوعۃ السیاسیہ، طبعۃ المؤسسہ العربیہ، للدراسات والنشر، بیروت، ۱۹۸۱م، 2:232)

"اس سے مراد تمام طرح کے عوامی معاملات میں شہری کو اپنی رائے کی تعبیر میں آزادی دینا، نہ کہ اس پر باز پرس کرنا یعنی سزا دینا۔"

حریۃ کا دوسرا مفہوم یوں مذکور ہے:

"و تتخذ حرية التعبير قوالب و اطارات عديدة مختلفة، فمن حرية القول، الیٰ حرية الكتابة الیٰ حرية الادبيه و الفنيه، وبذالك تتضمن: حرية الصحافة و وسائل الاعلام و حرية الخطابة"

(موسوعة السياسيه،طبعة المؤسسه العربيه،للدراسات والنشر،بيروت، ۱۹۸۱م، 2:247)

"تعبیر،خیال اور منظر کشی کے اختلاف کی آزادی،اس سے مراد قول کی آزادی، تحریر کی آزادی،ادبی نگارشات کی آزادی، آرٹ اور فن کی آزادی ہے اور اسی میں صحافت اور میڈیا کی آزادی اور خطابت کی آزادی بھی شامل ہے۔"

☆مکہ کا پہاڑ "جبل ابو قبیس"

بروز ہفتہ، اسلامی تاریخ 17 جمادالاول، 1442ھ، 2 جنوری 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی

جبل ابو قبیس کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ روئے زمین کے تمام پہاڑوں میں اسے سب سے پہلے تخلیق کیا گیا ہے اور ایک زمانے تک حجر اسود بطور امانت اس میں محفوظ رہا ہے۔

ويذكر أن جبل أبي قبيس هو أول جبل خلقه الله تعالى وفيه استودع الحجر زمان الطوفان، وكانت قريش تسميه الأمين، لأنه أدى الحجر الذي أستودع فيه إلى الخليل إبراهيم عليه السلام، ويقال: إن قبر آدم عليه السلام به، وفي جبل أبي قبيس موضع موقف النبي صلى الله عليه وسلم تسليما حين انشق له القمر

(أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد بن إبراهيم اللواتي الطنجي ابن بطوطة، رحلة ابن بطوطة،ج1،مطبوعة: أكاديمية المملكة المغربية، الرباط، 1417 هـ، ص:384)

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ ابو القبیس وہ پہلا پہاڑ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا، طوفان کے زمانے میں حجر اسود کو اس محفوظ کیا گیا۔ قریش اسے امین کہا کرتے تھے کیونکہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو حجر اسود لوٹایا تھا جو اس میں محفوظ تھا، اور کہا جاتا ہے حضرت آدم علیہ السلام کی قبر اسی میں ہے، اور اس میں چاند کے ٹکڑے ہو جانے کے واقعہ کے وقت حضور ﷺ کے کھڑے ہونے کا مقام بھی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ

أَنَّهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ ' وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ' وَوَضَعَهَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْأَخْشَبَيْنِ

(ابو جعفر احمد ابن محمد اطحاوی، أحکام القرآن الکریم، ج2، مطبوعہ: مرکز البحوث الإسلامیة التابع لوقف الدیانة الترکي، استانبول، 1416 ھـ 1995 م، ص: 242)

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو اس دن سے حرمت والا بنایا جس دن آسمان وزمین ' سورج وچاند کو بنایا اور کعبہ اللہ کو ان دو پہاڑوں اخشبین یعنی جبل ابو قیس اور جبل قیقعان کے درمیان رکھا۔

رسول کریم ﷺ نے اس پہاڑ کے بڑے ہونے کا ذکر اپنی حدیث مبارکہ میں تقابلی طور پر اس طرح فرمایا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي الرُّكْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مِنْ أَبِي قُبَيْسٍ لَهُ لِسَانٌ وَشَفَتَانِ

(احمد بن حنبل الشیبانی، مسند احمد، حدیث: 6978، ج 11، مطبوعة: موسسة الرسالة، بیروت، لبنان، 2001ء، ص: 560)

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن حجر اسود جب آئے گا تو وہ جبل ابو قبیس سے بڑا ہو گا اور اس کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے۔

الحمد اللہ آج ہم نے مکہ کے پہاڑ "جبل ابو قبیس" کے بارے میں اہم معلومات حاصل کیں۔

☆یہودیوں میں حلال کو "کوشر" کہتے ہیں۔

بروزاتوار، اسلامی تاریخ 18 جمادالاول، 1442ھ، 3 جنوری 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد، کراچی

کوشر کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

کوشر عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں مناسب یا ٹھیک۔

("DifferenceBetweenKosherandHalal",differencebetween.net,Accessed:Date:April,04,2017,Time:10:15pm)

اصطلاح میں وہ کھانے پینے کی اشیاء جن کو استعمال کرنے کی یہودی قانون میں اجازت دی گئی ہے کوشر کہلاتی ہیں۔

("کوشر", marefa.org, Accessed: Date: March, 01, 2017, Time: 10:10Am, (http://www.marefa.org/index.php/کوشر))

جانوروں میں کوشر چیزیں:

کتاب احبار میں کوشر جانوروں کا ذکر یوں کیا گیا ہے:

"خداوند نے موسیٰ اور ہارون سے کہا، بنی اسرائیلیوں سے کہو کہ یہ سب جانور ہیں جنہیں تم زمین کے سبھی جانوروں میں سے کھا سکتے ہو۔ اگر جانور کے کھُر دو حصّوں میں بٹے ہوں اور وہ جانور جُگالی بھی کرتا ہو تو تم اس جانور کا گوشت کھا سکتے ہو۔ جو جانور جُگالی کرتے ہیں لیکن اُن کے کھُر پھٹے نہ ہوں تو ایسے جانور کا گوشت مت کھاؤ۔ جیسے اُونٹ، سمندری چٹّان کا بجّو اور خرگوش تمہارے لئے ناپاک ہے۔ دوسرے جانوروں کے کھُر جو دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں لیکن وہ جُگالی نہیں کرتے اسلئے ان جانوروں کو مت کھاؤ۔ سُور ویسا ہی ہے اس لئے وہ تمہارے لئے ناپاک ہے۔ ان جانوروں کا گوشت مت کھاؤ حتیٰ کہ ان کے مُردہ جسم کو بھی مت چھونا۔ وہ تمہارے لئے ناپاک ہیں۔

(کتاب مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور، احبار، 11، 1-8۔)

☆عصمت انبیاء کے تین پہلو

بروز پیر، اسلامی تاریخ 19 جمادالاول، 1442ھ، 4 جنوری 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی

یہ آرٹیکل "مجلہ علوم اسلامیہ و دینیہ ,3 شمارہ۔ 2(2018) میں Muhammad ،Farooq ،Abdullah Abdullah نے لکھا اس کو عنوان "آزادی اظہار کی حدود قیود: مسئلہ عصمت انبیاء اور اقوام متحدہ۔ اسی آرٹیکل کا مزید مطالعہ کرتے ہوئے نوٹ کیا۔

عصمت انبیاء کے مسئلے میں تین صورتیں بنتی ہیں۔ ایک مسئلہ یہ ہے کہ کیا کسی نبی کی عصمت کی توہین اور اس کے مذہبی جذبات کی تحقیر، بالخصوص حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت و شان میں گستاخی بھی اظہار رائے کے حق کا حصہ ہے؟ دوسرا یہ کہ کیا یہ جرم اس قدر سنگین ہے کہ اس پر موت کی سزا نافذ کی جائے؟ اور تیسرا یہ کہ اگر ایسے مجرم کو موت کی سزا ہی دی جائے گی تو اس سزا کا نفاذ کون کرے گا اور اس کی اتھارٹی کس کو حاصل ہے؟

جہاں تک پہلے صورت کی بات ہے اس پر پوری دنیا میں اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ توہین و تحقیر کا رائے کی آزادی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ کم و بیش ہر ملک میں شہریوں کو یہ حق قانوناً حاصل ہے کہ وہ ہتک عزت اور ازالہ حیثیت عرفی کی صورت میں عدالت سے رجوع کریں، اور ایسا کرنے والوں کو قانون کے مطابق سزا دلوائیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر کسی بھی ملک کے عام شہری کی عزت نفس اور حیثیت عرفی کو قانونی تحفظ حاصل ہے اور اسے مجروح کرنے والا قانون کی نظر میں مجرم تصور کیا جاتا ہے۔

[AndrewSparrow,The Law of Virtual Worlds and Internet Social Networks,CRCPress, BocaRaton,Florida,USA,205]

تو مذاہب کے پیشواؤں اور خاص طور پر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے یہ حق کیوں تسلیم نہیں کیا جارہا۔ اور مذہب اور مذہبی راہ نماؤں کی توہین و تحقیر کو رائے کی آزادی کے ساتھ نتھی کر کے جرائم کی فہرست سے نکال کر حقوق کی فہرست میں کیسے شامل کیا جارہا ہے؟

اہل مغرب کے ہاں ایک تو عملاً اظہار رائے کی آزادی کی کوئی حدود نہیں، چنانچہ چغل خوری، عیب جوئی، تمسخر، مذاق وغیرہ وہاں معمول ہے۔ دوسرا آزادی اظہار رائے کے نام پر جو چیزیں وہ خود پسند نہیں کرتے مسلمانوں سے ان کا مطالبہ کرتے ہیں۔ مثلاً ہولوکاسٹ پر بات کرنا، دونوں جنگ عظیم میں ہلاک ہونے والے لوگوں پر بات کرنا، امریکہ کے قومی پرچم، قومی پرندے کی قید، عدلیہ اور دیگر بعض دفاعی اداروں پر بات کرنا جرم سمجھا جاتا ہے۔

[JoelPollak,See No Evil: 19 Hard Truths the Left Can't Handle,RegneryPublishing, Washington,D.C.,UnitedStates,66,67ErikBleich,The Freedom to Be Racist?: How the United States and Europe Struggle to Preserve Freedom and Combat Racism,Oxford UniversityPress,44,45]

برطانوی اخبار دی گارڈین کے مطابق نومبر ۲۰۱۶ء میں سپین کی سپریم کورٹ نے آزادی اظہار رائے کی آڑ میں کردار کشی کو جرم قرار دیا۔ سپریم کورٹ نے ایک تنظیم ایٹا کی ایک ممبر کی طرف سے دہشت گردی کی جنگ میں جاں بحق ہونے والوں کے ورثاء کی دل آزاری پر مبنی ۱۳ ٹویٹ میسج کرنے والے ایک ۲۱ سالہ لڑکی کو ڈیڑھ سال تک قید اور سات سال تک کسی سرکاری نوکری کے لئے نااہل قرار دے دیا۔ Cassandra Vera نامی لڑکی نے فیس بک اور ٹویٹر پر پاپولر پارٹی کے ایٹا کے ہاتھوں قتل ہونے والے رہنما کی اہل خانہ کی دل آزاری کی تھی۔ لڑکی کے وکلاء صفائی نے مؤقف دیا تھا کہ اس نے آزادی اظہار رائے کے قانون کے مطابق ایسا کیا جس پر سپین کی سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں قرار دیا:

"آزادی اظہار رائے کی آزادی کسی بھی فرد کو سوشل میڈیا پر کسی کی کردار کشی کی اجازت نہیں دیتی"۔

[SpanishwomangivenjailtermfortweetingjokesaboutFranco-eraassassination,(Retrieved onApril18,2017),https://www.theguardian.com]

دوسرے مسئلہ پر پورا عالم اسلام متفق ہے۔ اور دیگر مذاہب بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین و تحقیر سنگین ترین جرم ہے۔

[RudolphPeters,Crime and Punishment in Islamic Law,CambridgeUniversityPress, (2006):180]

اس لیے کہ اس میں مذہبی پیشواؤں کی توہین کے ساتھ ساتھ ان کے کروڑوں پیروکاروں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے اور امن عامہ کو خطرے میں ڈالنے کے جرائم بھی شامل ہو جاتے ہیں، جس سے اس جرم کی سنگینی میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے اور قرآن و سنت، بائبل اور وید سمیت تمام مسلمہ مذہبی کتابوں میں اس کی سزا موت ہی بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ اس سے کم سزا میں نہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے احترام کے تقاضے پورے ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کے کروڑوں پیروکاروں کے مذہبی جذبات کی جائز حد تک تسکین ہو پاتی ہے۔

مگر جہاں تک تیسری بات ہے اس پر توجہ کی ضرورت ہے کہ موت کی سزا کی اتھارٹی کس کو حاصل ہے؟ اس پر گفتگو اور مکالمہ کی گنجائش موجود ہے اور قانون کو ہاتھ میں لینے سے معاشرہ میں جس لا قانونیت اور افرا تفری کو فروغ ملتا ہے اس پر قابو پانے اور اسے روکنے کے لیے باہمی بحث و مباحثہ کے ساتھ تمام طبقات کو متفقہ رائے اور موقف اختیار کرنا چاہیے۔ جبکہ بہتر تو یہ ہے کہ قانون کو ہاتھ میں لینے اور از خود کاروائی کر ڈالنے کی بجائے قانون کا راستہ اختیار کرنے اور توہین و تحقیر کا سنگین جرم کرنے والوں سے قانون کے ذریعے نمٹنے کے طرز عمل کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ کیونکہ اسی صورت میں ان مفاسد سے بچا جا سکتا ہے جو اس بارے میں مسلسل بڑھتے جارہے ہیں۔ اس لیے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کا ارتکاب کرنے والوں کے عمل کی مذمت کرنی چاہیے۔ مگر توہین و تحقیر کے عمل کو بھی اسی طرح سنگین جرم قرار دے کر اس کی مذمت کرنا ضروری ہے۔

اس لیے ضرورت ہے کہ ارباب علم و دانش مغربی قیادت کے اس داخلی فکری تضاد کو واضح کریں اور مغربی لامذہبیت کی اس انتہا پسندی اور فکری دہشت گردی کو اجاگر کریں جو اس نے مذہب کے معاشرتی کردار کو دنیا سے ختم کر دینے کی مہم میں مسلسل ناکامی کے بعد جھنجھلاہٹ میں اختیار کر رکھی ہے۔ اور جو اس بات کی علامت ہے کہ مغرب کی لامذہبیت انسانی معاشرہ میں اپنی پسپائی کو یقینی سمجھتے ہوئے اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئی ہے۔

آزادی اظہار رائے سے متعلق بہترین تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر ماریہ اسابیل رقمطراز ہیں"

"Upholding the dignity and respect of all peoples is fundamental to regional, national and international peace. Any expression which violates peace, respect and dignity of any person, race, religious group or any minority group in general etc. cannot be included in the definition of freedom of expression. Freedom of expression is a blessing but its abuse can carry serious consequences...Intellectual writing is supposed to eliminate ‘confusion’ instead of ‘creating confusion’ and similarly, freedom of speech is supposed to create a congenial and friendly environment instead of creating controversy and hurt entire communities’ feelings. Being insensitive to the cultural and/or religious idiosyncrasy of the

members of other cultures and religions should not be sheltered under the umbrella of freedom of expression. The language utilized to address various communities, cultures, races, etc. needs to be carefully selected so as to not transgress on the rights of others".

[MariaIsabelMaldonado,TheMetalinguisticDilemmaofFreedomofExpression:Its Limits,Journal of Political Studies, Vol. 23, Issue - 1(2016):320(SheisDirectorExternal Linkages,InchargeInstituteofLanguagesUniversityofthePunjab,Lahore.Pakistan.)]

"تمام افراد کے وقار اور احترام کو باقی رکھنا علاقائی، قومی اور عالمی امن کے لئے بنیادی ضرورت ہے۔کوئی بھی ایسا اظہار خیال جو کسی فرد، نسل، مذہبی طبقے یا کسی بھی اکثریتی طبقے کی عزت وو قار اور امن کو خلل پہنچائے، یہ کبھی بھی آزادی اظہار رائے کی تعریف میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔اظہار رائے کی آزادی ایک نعمت ہے لیکن اس کے ذریعے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے گالی دینا انتہائی سنجیدہ مسائل پیدا کر سکتا ہے۔عالمانہ تحریر سے توقع کی جاتی ہے کہ فکری الجھنیں ختم ہوں نہ کہ اس کے برعکس وہ مزید پیدا ہوں۔بالکل اسی طرح آزادی اظہار رائے سے ایک خوشگوار اور دوستانہ ماحول پیدا کرنے کی توقع کی جاتی ہے بجائے اس کہ مزید تنازعات پیدا ہوں اور دوسرے طبقات کی دل آزاری ہو۔دیگر افراد کے مذاہب اور ثقافتوں سے بے حس ہو کر مخصوص طرز بیان کو اختیار کرکے آزادی اظہار رائے کی چھتری تلے پناہ حاصل نہیں کرنی چاہئے۔مختلف معاشروں، ثقافتوں، نسلوں، وغیرہ سے خطاب کرنے کے لئے ایسی زبان کا استعمال ضروری ہے جو دوسروں کے حقوق پامال نہ کرے۔"

مولانا زاہد الراشدی لکھتے ہیں:

" یہ بات مغرب کے بہت سے دانش ور عرصے سے کہتے آرہے ہیں اور آج بھی یہ بات سب سے زیادہ زور دے کر کہی جارہی ہے کہ مسلمانوں کو اپنے اندر اختلاف اور تنقید برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کرنا چاہیے۔میرا مغرب کے ان دانش وروں سے سوال ہے کہ اختلاف و تنقید اور اہانت و تحقیر میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ اور کیا اختلاف و تنقید کے نام پر ہم سے تمسخر و استہزا اور توہین و تحقیر کا حق تو نہیں مانگا جارہا؟ جہاں تک اختلاف اور تنقید کا تعلق ہے، اس کو مسلمانوں سے زیادہ کس نے برداشت کیا ہے؟ مغرب کے مستشرقین صدیوں سے اسلام، قرآن کریم، جناب نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کی تہذیب و کلچر کے خلاف مسلسل لکھتے آرہے ہیں اور مغرب کی یونیورسٹیوں کی لائبریریاں اس قسم کی کتابوں اور مقالات

سے بھری پڑی ہیں۔ مسلمانوں نے ہمیشہ ان کا جواب مقالات اور کتابوں کی صورت میں دلائل کے ساتھ دیا ہے اور اب بھی دلیل اور متانت کے ساتھ کیے جانے والے اعتراضات کا جواب دلیل اور متانت کے ساتھ ہی دیا جارہا ہے، لیکن تمسخر واستہزا اور توہین و تحقیر کو کسی دور میں بھی برداشت نہیں کیا گیا۔ وہ آج بھی برداشت نہیں ہے اور آئندہ بھی کبھی برداشت نہیں ہو گا۔"

(زاہد الراشدی، مغرب میں توہین رسالت اور امت مسلمہ، ص:2)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی بھی اگر کسی انبیاء کی توہین کرتا ہے تو وہ انسان کہلانے کے لائق نہیں ہے اور اگر کوئی اُس انسان کہتا ہے تو آپ جان سکتے ہیں کہ وہ انسانیت کا کتنا بڑا دشمن ہے۔

☆صحابی (تعریف وتوضیح)

بروز منگل، اسلامی تاریخ 20 جمادالاول، 1442ھ، 5 جنوری 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی

'الصَاحِبُ': ساتھی، ساتھ زندگی گزارنے والا، اس کی جمع الصَحَابۃ: وہ بزرگ حضرات جن کو آقا کریم (ﷺ) کا دیدار اور آپ (ﷺ) کی صحبت نصیب ہوئی ہو اور ایمان لائے ہوں پھر ایمان ہی پر ان کا وصال (مبارک) ہوا ہو۔ (المنجد، ص، 556، 557، باب: ص، ح، ب۔)

صحابی لفظ واحد ہے، اس کی جمع صحابہ ہے۔ مذکر کیلئے صحابی کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جبکہ مؤنث واحد کیلئے صحابیہ اور جمع کے لیے صحابیات کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ صحابیٔ رسول (ﷺ) کی تعریف میں سیدنا امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

''وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ (ﷺ) أَوْ رَآهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهِ۔ (البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ایڈیشن اولی، ، بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، ج 05، ص:02)

"جو بھی نبی کا ہم نشین رہا ہو یا مسلمانوں میں سے کسی کو آپ (ﷺ) کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہو تو وہ آپ (ﷺ) کے اصحاب میں سے ہے۔"

امام ابن حجر عسقلانیؒ اس کی سب سے جامع تعریف فرماتے ہیں:

''مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ (ﷺ) مُؤْمِنًا بِهِ، وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ''

"صحابی وہ ہے جو حضور رسالت مآب (ﷺ) سے حالت ایمان میں ملاقات کرے اور اسلام پر اس کو موت آئے۔" (عسقلانیؒ، أحمد بن علي بن حجرؒ، الإصابة في تمييز الصحابةؓ، ج:01، ص:158)

☆سورۃ الیاسین قرآن کا دل ہے۔

بروز پیر، اسلامی تاریخ 18 جمادالثانی، 1442ھ، 1 فروری 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی، پاکستان

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"وَيس قَلْبُ الْقُرْآنِ، لَا يَقْرَؤُهَا رَجُلٌ يُرِيدُ اللّٰهَ والدَّارَ الْآخِرَةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ، وَاقْرَءُوهَا عَلَى مَوْتَاكُمْ۔" (المسند احمد بن حنبل، بیروت: دار الکتب العربیہ، 1997ء، 417:33)

ترجمہ: "سورہ یس قرآن مجید کا دل ہے جو آدمی بھی اللہ تعالی کی رضا اور آخرت کے گھر کی خاطر اس کی تلاوت کرے گا اس کو بخش دیا جائے گا اور اس سورت کو اپنے مردوں کے پاس پڑھا کرو۔"

☆اللہ کے بندے سے سب سے پہلا حساب نماز کا ہو گا۔

بروز پیر، اسلامی تاریخ 16 رجب، 1442ھ، 1 مارچ 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی، پاکستان

مطالعہ کر رہا تھا اسی دوران یہ حدیث نبوی ﷺ پڑھی۔

فرمان نبوی ﷺ ہے:

"أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ وَأَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ"

(احمد بن شعیب بن علی النسائی، السنن، کتاب تحریم الدم، باب تعظیم الدم (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1995ء)، حدیث: 5:37، 3997)

"سب سے پہلے بندے سے، نماز کا (قیامت کے دن) حساب ہو گا اور سب سے پہلے لوگوں کے خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔"

یعنی نماز کے بعد جس چیز کا حساب ہو گا وہ ناحق خون کا ہو گا۔

☆کامیابی ایسی چیز ہے کہ ہر انسان اسے چاہتا ہے۔

بروز پیر، اسلامی تاریخ 16 رجب، 1442ھ، 10، جنوری، 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی، پاکستان

کوئی کسی بھی پیشے تعلق رکھتا ہو کامیابی چاہتا ہے، مثال کے طور پر ایک بچہ ہے اس نے امتحان دیا اُس میں کامیابی چاہتا ہے، ایک بزنش مین ہے وہ اپنے بزنس میں کامیابی چاہتا ہے، ایک آدمی نوکری پیشہ ہے وہ اُس میں کامیابی چاہتا ہے (یعنی ترقی) مؤ، اسی طرح الیکشن میں کوئی کھڑا ہوا تو اُس میں وہ کامیابی چاہتا ہے، کامیابی ایسی چیز ہے کہ ہر آدمی اس کے پیچھے دوڑ رہا ہے لیکن اُس کو یہ نہیں پتا کہ کامیابی ملے گی کہاں سے، اگر یہ پتا چل جائے تو سارے مسئلے حل جائیں۔

کامیابی بھی دو قسم کی ہے (۱) دنیاوی کامیابی (۲) اُخروی کامیابی

ایک کا تعلق دنیا سے اور ایک کا تعلق آخرت سے۔ اور کچھ اعمال ایسے ہیں کہ اگر اس دنیا میں کریں تو ہمیں دونوں جہانوں کی کامیابی نصیب ہو گی (یعنی اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی)

اب ہر انسان جو ہے وہ یہ چاہ رہا ہے کہ کسی طرح میں کامیاب ہو جاوں، مجھے ترقی مل جائے میرے پاس پیسہ آجائے، مجھے دولت مل جائے یہ ساری چیزیں ہیں دن رات ایسی میں لگا ہوا ہے، دنیا میں واحد مقام مسجد ہے جہاں سے اعلان کر کے کامیابی کے لئے بلایا جارہا ہے۔

آپ دیکھ لیں کہ دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں، چاہے وہ ہندو مذہب ہو، عیسائی ہو، یہودی مذہب ہو، بدھ ایزم ہو جتنے بھی ہیں اس پوری دنیا میں، کسی بھی مذہب میں اعلان کر کے کامیابی کے لئے نہیں بلایا جاتا، عیسائی جاتے ہیں اپنے گرجہ میں وہ گھنٹی بجاتے ہیں، اپنی بائیبل پڑھتے ہیں آجاتے ہیں، ہر اتوار کو جاتے ہیں، اسی طرح یہودی، اسی طرح ہندو، وہ اپنے بتوں کے سامنے پوجا کرتے ہیں، بدھ مذہب والے وہ اپنے طریقے سے عبادت کرتے ہیں۔ کہیں ایسا نہیں ہے کہ دن میں ایک مرتبہ نہیں، پانچ مرتبہ "حی علیٰ الفلاح، حی علی الصلاح" آوں کامیابی کی طرف، آوں نماز کی طرف، اور اعلان کر کے، ایسا نہیں ہے کہ گھر میں ہی، پانچ وقت اعلان ہو رہا ہے، اور کامیانی کی خواہش رکھنے والے، کامیابی کی تمنا کرنے والے غافل ہیں، اِدھر سے سُنا اُدھر سے نکال دیا اور اذان ہو رہی ہے اپنے کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ تصور یہ ہے کہ میں یہ کام کر لوں تو پھر میں نماز پڑھ لوں گا۔ میں اپنے کام کر لوں تو پھر میں مسجد چلا جاوں گا، کام میں لگے ٹائم نکل گیا، پھر کہتے ہیں کہ اچھا ظہر کا نکل گیا چلو عصر کے ساتھ پڑھ لیں گے۔ عصر میں پھر اعلان ہو رہا ہے "حی علی الفلاح" آوں کامیابی کی طرف۔ پھر اپنے کام میں مصروف ہوئے، ٹائم نکل گیا مغرب کی اذان ہو گئی، مغرب کے بعد عشاء، اب تھکے ہارے گھر پہنچے ساری نمازیں غائب سو گئے۔ اور ایسے سوئے کہ فجر بھی غائب ہو گئی۔ تو بتائیں کامیابی کیسے ملے گی، وہ وحدہ لاشریک دن میں پانچ مرتبہ اپنے بندوں کو اعلان کر کے بلا رہا تھا "حی علی الفلاح" آوں کامیابی کی طرف۔ تو اگر سب اپنے تمام کاموں کو چھوڑ کر اُس کے گھر پہنچ جائیں تو پھر دیکھوں کامیابی کیسے ملتی ہے۔ لفظ ہی یہ استعمال کیا "حی علی الفلاح" آوں کامیابی کی طرف، بتایا یہ جارہا ہے کہ اگر تم اس گھر میں آجاوں گے تو پھر دنیا کیا آخرت کی کامیابی بھی تمہیں مل جائے گی۔ دونوں جہانوں کی کامیابی آپ کو مل جائے گی، وجہ کیا ہے دیکھوں ایک مالک ہوتا ہے اس کے ملازم ہوتے ہیں، جنہیں آپ غلام کہیں، ملازم کہیں، کچھ بھی کہیں، اُس نوکر پر، اُس ملازم پر، اُس غلام پر یہ لازم ہے کہ جب آقا بلائے وہ پہنچ جائے۔ لازم ہے نا۔ اب آپ اس کی مثال سمجھیں کہ آپ نے کسی کو ملازم رکھ لیا، آپ سیٹھ ہیں، آپ کی دکان ہیں اُس میں ملازم کام کر رہے ہیں یا گھر میں ملازم کام کر رہے ہیں، آپ نے اُسے آواز دی نہیں آیا، کیا ہو گا؟؟؟۔ غصہ

آئے گانا؟؟ اور جب وہ آئے گا تو کیا کہیں گے فوراً (ہماری کیفیت تو یہ ہے کہ) غصے میں اکہیں گے کہ جب میں نے تمہیں بلایا کیوں نہیں آیا، اب وہ مافی مانگ رہا ہے، ہاتھ جوڑ رہا ہے کہ آئندہ نہیں ہو گا۔ آپ اُس کو دانٹھ رہے ہیں کہ میں نے تجھے رکھا ہی اس لئے ہے کہ تو میرا کام کرے لیکن جب میرا کام ہی نہیں ہو گا،، میرے بلاوے پر نہیں آرہا تو پھر۔ ہم کیا کرتے ہیں کہ فوراً حساب کر دیا کے جاوں بھائی، آج سے تمہارا حساب صاف، وہ بیچارا رو رہا ہے، گڑ گڑا رہا ہے کہ مجھے معاف کر دیں، لیکن نہیں۔ تم نے میری حکم عدولی کی اس مقصد کے لئے رکھا تھا کہ بھائی مالک نے بلایا ہے تو نہیں آیا۔ آپ دیکھ لیں کہ ہر جگہ یہی ہے کسی اوفس میں، کسی بھی سیٹھ کی دکان پر کام کریں، کسی کارخانے میں کام کریں، اگر ملازم جو ہے سیٹھ کی بات نہیں مانے، مالک کی بات نہیں مانے تو کیا ہو گا؟؟۔ فارغ کر دیا جائے گا، ملازمت سے برخواست، اور یہ جو لالک ہے یہ حقیقت مالک نہیں ہے یہ مجاذی مالک ہے۔ آپ جن کے ہاں کام کرتے ہیں، کیا وہ حقیقی مالک ہیں؟ نہیں۔ نجاذی طور پر، آپ کہا کہ میں کام کروں گا تو انہوں نے کہا جی اتنی تنخواہ آپ لیں گے، چند پیسوں کی وجہ سے وہ مالک ہے تو جب یہ مالک اپنی حکم عدولی برداشت نہیں کرتا تو پھر وہ خالق و مالک کیسے کرے گا؟ سوچنا چاہیے نا۔ وہ اگر برداشت نہ کرے تو کیا ہو کھانے پینے سے رہ جائیں، اُس نے کہیں ڈیوٹی لگائی کہیں حکم دیا کہ اگر فجر پڑھوں گے تو ناشتہ ملے گا، ظہر پڑھوں گے تو کھانا ملے گا۔ عشاء پڑھوں گے تو رات کا کھانا ملے گا۔ کہیں اُس نے لگائی نہیں وہ رحیم ہے وہ کریم ہے، بڑا مہربان بندوں سے بڑی محبت کرتا ہے، صرف پانچ وقت اُس کے دربار میں حاضری دے پھر دیکھوں کہ یہاں بھی کامیاب وہاں بھی کامیاب ہو جاوں گے، وہ اتنی محبت کرتا ہے کہ اپنے گھر میں بلاتا ہے اور جب انسان چل کر جاتا ہے تو ہر قدم پر دس دس نیکیاں عطا کرتا ہے، ہر قدم پر نوازا جاتا ہے پھر یہی نہیں نماز سے پہلے وضوء ہے تو اُس پر نیکی ملتی ہے، سرکار نے فرمایا ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ جھڑ گئے، کلی کی منہ کے گناہ جھڑ گئے، چہرے پر پانی ڈالا چہرے کے گناہ جھڑ گئے، پیروں کو دھویا پیروں کے گناہ جھڑ گئے۔ (آج گورمینٹ کہہ رہی ہے کہ ۳۵ منٹ تک اپنے ہاتھ دھوئیے کرونہ سے بچنے کے لئے، سنیٹائزر استعمال کیجئے ارے وضوء ایسا سنیٹائزر ہے کہ جو کرونہ کے ساتھساتھ گناہوں کو بھی ختم کر دیتا ہے)۔ یہ روحانی سنیٹائزر ہے۔ ظاہری سنیٹائزر تو آج ہم بنا رہے ہیں میرے آقا نے ۱۴۰۰ سال پہلے ہمیں بتا دیا، دن میں پانچ مرتبہ وضوء کر لوں سب ختم ہو جائے گا۔ کرونہ کیا گناہ بھی ختم ہو جائیں گے، کتنا وہ کرم کر رہا ہے نماز پڑھنے کے لئے آرہے ہو دس دس نیکیاں مل رہی ہیں۔ کچھ لوگوں نے

عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمارے گھر مسجد سے دور ہیں اگر آپ حکم دیں تو مسجد سے قریب گھر لے لیں، جانے میں دشواری ہوتی ہے اس زمانے میں لائٹ نہیں تھی چراغ جلتے تھے۔ عشاء کی نماز میں آنے کے لئے، فجر میں آنے کے لئے اندھیرا ہوتا نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم دور سے نماز پڑھنے کے لئے آتے ہو تو تم اپنے ہر قدم پر دس نیکیاں کیوں نہیں شمار کرتے۔ یعنی جتنی دور سے آوں گے اتنے قدم زیادہ ہوں گے اور ہر قدم پر دس نیکیاں تو کتنی نیکیاں ہو جائیں گی، کتنا کرم ہے اللہ تعالیٰ کا خود ہی بلا رہا ہے خود ہی اجر و ثواب بھی دے رہا ہے تو نماز ایک ایسی عبادت ہے جو بندوں کو خدا سے قریب کر دیتا ہے۔ اور سجدے میں بندہ جتنا خدا کے قریب ہوتا ہے کسی اور وقت نہیں ہوتا۔ وہ اپنی پیشانی اُس کی بارگاہ میں جھکاتا ہے اور کیا کہتا ہے "سبحان ربی الاعلی" مولا تو پاک ہے تو ہی سب سے اعلیٰ ہے اُس کی تمہید، اُس کی تعریف، اُس کی توصیف بیان کر رہا ہے۔ تو اُس کی شان یہ ہے کہ بندہ زمین پر جھک کر کہتا ہے اور وہ ساتوں عرش کے اوپر سُنتا ہے۔ آپ زمین پر کہہ رہے ہیں وہ آسمان پر سن رہا ہے۔

حضرت فخر المشائخ نے ذکر فرمایا کہ اب انسان کیا ہے کام کرانے کے لئے خشامت کرتا ہے۔ لوگ خشامت کرتے ہیں نا کسی سیٹھ کے پاس گئے۔ جی آپ تو بہت اچھے ہیں مہربانی زرا میرا یہ کام کر دیں، کسی دوست سے کام پڑا تو اس کی تعریفیں کیں، اُس کی خشامت کی، کسی سامنے جھک رہا ہے، کسی کو کچھ کر رہا ہے، اِن سب کے سامنے جھکنے کے بجائے صرف ایک خالق و مالک کے سامنے جھک جاوں۔ سب۔ کہتے ہیں ہا کہ وہ ایک سجدہ گراں سمجھتا ہے، ہزار سجدے سے دیتا آدمی کو نجات۔۔ ہزاروں کے سامنے جھکنے کے بجائے ایک خالق و مالک کے سامنے جھک جاوں۔ ضرورت ہی نہیں۔۔ جب اُس خالق کے سامنے جھک گئے اور جو اُس کے سامنے جھکتا ہے وہ ہمیشہ سر بلند ہی رہتا ہے اور جو اُس کے سامنے نہیں جھکتا وہ ہر ایک کے سامنے جھکتا ہے، سیٹھ کے سامنے جھک رہا ہے، مالک کے سامنے جھک رہا ہے، افسر کے سامنے جھک رہا ہے اور جو خالق و مالک کے سامنے حقیقی خالق کے سامنے جھکتا ہے۔ اُس کو پھر کسی کے سامنے جھکنے کی ضرورت نہیں، "انسان سر جھکاتا ہے اور خدا اسی سر کو بلند کرتا ہے"۔ اب دیکھیے کہ انسان کے جسم میں سب سے بلند چیز سر ہے اور اسی کو جھکا دو۔ جس چیز کو ہم نے تمہارے جسم میں سب سے بلند کیا ہے اسی کو ہماری بارگاہ میں جھکا دوں گے جب جھکاوں گے ہم اسی کو سب سے بلند کر دیں گے۔

☆"جب میں چاہتا ہوں کہ اللہ سے باتیں کروتو میں نماز پڑھتا ہوں اور جب چاہتا ہوں کہ جب چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے باتیں کرے تو میں قرآن پڑھتا ہوں"

حضرت فخر المشائخ نے بیان کرتے ہوئے ذکر فرمایا:

بلندی تو وہاں سے ہے دنیا سے نہیں ہے تو اگر انسان اسی فلسفہ کو سمجھ لے کسی نے بڑی پیاری بات کہی تھی بزرگوں کے جو ملفوظات ہوتے ہیں وہ دلوں پر بڑے اثر کرتے ہیں۔ کیوں؟؟ اسی لئے کے اُن کی زبان سے اللہ تعالیٰ حکمت کے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ جب وہ اپنی زبان کو جھوٹ سے، غیبت سے، کسی کی دل آزاری سے، ہر چیز سے روک لیتے ہیں اور ہمہ وقت اس زبان کو اللہ اور اُس کے رسول اللہ ﷺ کے ذکر سے تر رکھتے ہیں تو جب پھر بولتے ہی تو اُن کی زبان سے حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔ بڑی پیاری بات کہی ہے ایک بزرگ نے بڑے غور سے سُنئے۔ فرمایا کہ

جب میں چاہتا ہوں کہ اللہ سے باتیں کروتو میں نماز پڑھتا ہوں اور جب چاہتا ہوں کہ جب چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے باتیں کرے تو میں قرآن پڑھتا ہوں۔

☆حج کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن

بروز جمعرات، اسلامی تاریخ 10 محرم الحرام، 1442ھ، 19 اگست 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی، پاکستان

الاشرف رسالہ کا مطالعہ کرتے ہوئے اس اہم نقطہ کو نوٹ کیا۔
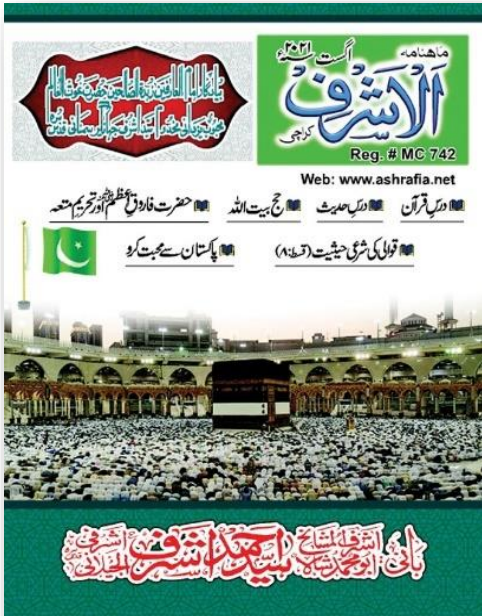
حج کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن جب تک باطن حاصل نہیں ہوتا حج کا صحیح لطف نہیں آسکتا ظاہر تو یہی ہے کہ حج کے ارکان صحیح ادا کر لیے جائیں اور باطن یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی

کامل توجہ ہو جو غیر اللہ سے بے نیاز کر دے۔ الفاظ اور لفظ کے

پیچ و خم میں اُلجھنے کا یہ وقت نہیں یہ مضطربانہ دعاؤں (یعنی گڑ گڑا کر جو دعائیں مانگی جائیں) کا وقت ہے عربی دعائیں نہیں آتیں نہیں صحیح اپنی زبان ہی میں دردِ دل بتائیں وہ مولا ہر دل کی آواز سنتا ہے، ہر بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے۔

(ماہانہ رسالہ الاشرف، ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب، ص:11، عنوان:"حج بیت اللہ"، اگست، 2021)

☆تمام انبیاء کا ایک ہی دین "دین اسلام" پر تھے

بروز جمعرات، اسلامی تاریخ 1 صفر، 1442ھ، 9 ستمبر 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی، پاکستان

تفسیر روح المعانی کا مطالعہ کر رہا تھا تو اس حوالے سے یہ بات نوٹ کر لی۔

اس کی تفسیر میں علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں:

"أن بيان نسبته إلى المذكورين عليهم الصلاة والسلام تنبيه على كونه دينا قديما أجمع عليه الرسل ، والخطاب لأمته عليه الصلاة والسلام أي شرع لكم من الدين ما وصى به نوحا ومن بعده من أرباب الشرائع وأولي العزم من مشاهير الأنبياء عليهم الصلاة والسلام وأمرهم به أمرا مؤكدا ، وتخصيص المذكورين بالذكر لما أشير إليه من علو شأنهم وعظم شهرتهم ولاستمالة قلوب الكفرة إلى الاتباع لاتفاق كل على نبوة بعضهم واختصاص اليهود بموسى عليه السلام والنصارى بعيسى عليه السلام وإلا فما من نبي إلا وهو مأمور بما أمروا به من إقامة دين الإسلام وهو التوحيد وما لا يختلف باختلاف الأمم وتبدل الأعصار من أصول الشرائع والأحكام"(روح المعانی، 13:22)

"اس دین کی نسبت تمام انبیاء کی طرف کی گئی یہ اس بات پر تنبیہ ہے کہ آپ ﷺ کا وہی سابقہ وقدیم دین ہے جس پر تمام انبیاء کا اتفاق رہا ہے اور خطاب دراصل آپ ﷺ کی امت سے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے وہی دین مقرر فرمایا جس کا انہوں نے سیدنا نوحؑ کو حکم فرمایا تھا۔ اور سیدنا نوحؑ

کے بعد ارباب شریعت اور اولو العزم مشہور انبیاء تھے سب کو یہی تاکیدی حکم ہوا تھا۔ یہاں پر عالی شان اور مشہور ہونے کی بناء پر بعض انبیاء کا خصوصی تذکرہ کیا گیا۔ اور آپ ﷺ کے اتباع کی طرف کافروں کے دل راغب کرنے کے لئے بعض انبیاء کا تذکرہ کیا گیا۔ چونکہ بعض انبیاء کی نبوت پر سب کا اتفاق رہا ہے۔ اور یہود نے سیدنا موسیٰؑ کو خصوصی طور پر نبی مانا۔ اور نصاریٰ نے سیدنا عیسیٰؑ کو خصوصی طور پر نبی مانا، ورنہ تمام انبیاء کرام کو دین اسلام کی اقامت کا حکم دیا گیا تھا اس سے مراد وہ امور ہیں جن پر تمام امتیں متفق رہی ہیں یعنی اصول شریعت اور احکام جو زمانے کی تبدیلی کے ساتھ بھی سب میں متفق رہے ہیں۔"

نبی کریم ﷺ نے اس طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا ہے:

"وَالْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ" (صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب، حدیث: 3259)

"تمام انبیاء ایسے بھائی ہیں، جن کا باپ ایک ہے اور مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے۔"

☆دائماً إسرائيل تزرع الاشوأك في طريق العرب و المسلمين

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 2 صفر 1442ھ 10 ستمبر 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی، پاکستان
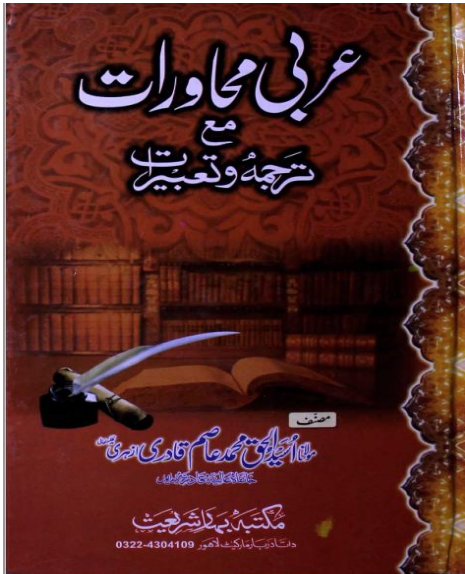
آج میں عربی محاورات کی کتاب "عربی محاورات مع ترجمہ و تعبیرات" کا مطالعہ کر رہا تھا، جو جناب محمد عاصم قادری ازہری نے بڑے آسان انداز سے لکھی ہے۔ مطبوعہ: مکتبہ بہار شریعت سے شائع کی گئی ہے۔

عربی محاورہ ہے۔

" دائماً إسرائيل تزرع الاشوأك فی طريق العرب و المسلمين

"ترجمہ: اسرائیل ہمیشہ عرب اور مسلمانوں کی راہ میں کانٹے بوتا رہتا ہے"۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے مصنف نے لکھا "اسرائیل ہمیشہ عرب اور مسلمانوں کے کام میں دشواریاں کھڑی کرتا رہتا ہے"۔(جناب محمد عاصم قادری ازہری، "عربی محاورات مع ترجمہ و تعبیرات"، ص:65، مطبوعہ: مکتبہ بہار شریعت داتا دربار مارکٹ لاہور، کراچی)

☆جہاں سے سیکھا جاتا ہے وہاں چلاکی کا اظہار نہیں کیا جاتا

بروز ہفتہ، اسلامی تاریخ 17 صفر 1443ھ، 25 ستمبر 2021ء: بمقام: بمقام: گھر میں (ناظم آباد نمبر 2، کراچی، پاکستان

جناب قاسم علی شاہ مدظلہ العالی نے اپنے لیکچر کے دوران اس یہ جملہ ذکر فرمایا "جہاں سے سیکھا جاتا ہے وہاں چلاکی کا اظہار نہیں کیا جاتا" یعنی سیکھنے والے کے لئے ادب کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

☆رات کو سونے سے پہلے جو چیز دورائی جاتی ہے وہ یاد رہتی ہے۔

بروز اتوار، اسلامی تاریخ 18 صفر 1443ھ، 26 ستمبر 2021ء: بمقام: گھر میں (ناظم آباد نمبر 2،
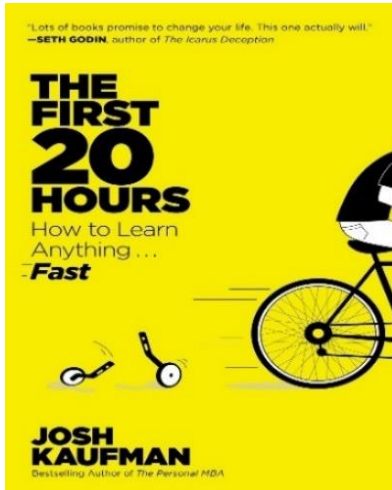
The First 20 Hours - Josh Kaufman

پہلے 20 گھنٹے

اس کی جو خاص بات ہے وہ یہ ہے کہ یہ کتاب سیکھنا سیکھاتی ہے بڑی دنیا سیکھنا چاہتی ہے وہ کیئے سال لگا دیتی ہے لیکن سیکھ نہیں پاتی JoshKaufman نے اس کتاب میں یہ سیکھا دیا کہ سیکھنا کیسے ہے۔ JoshKaufman نے اپنے نظریہ سے یہ بتایا کہ فقط 20 گھنٹے کے اندر آپ کسی بھی Skill کو اچھا سیکھ سکتے ہیں اور آپ اس Skill کو اتنا اچھا سیکھ سکتے ہیں کے اُس کے مقابلے میں جیت بھی سکتے ہیں۔

ایک بات اس کتاب میں یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس game plan ہے Master بننے کا تو آپ کا ٹائم محفوظ ہو جاتا ہے۔ آپ کا سیکھنے کا طریقہ ٹھیک ہے تو آ بڑے مناسب وقت میں اپنی منزل تک پہنچ جاتے ہیں، اچھا شروع میں زور دیتا ہے کہ آپ نے کوئی Skill سیکھنے کیوں ہے۔ یہ جو why ہے، یہ جو آپ کی تمنا ہے، یہ جو آپ کی خواہش ہے کہ مجھے اس Skill کو سیکھنا ہے، ممکن ہے بڑی پرانی کو خواہش ہو کہ میں نے لکھنا نہیں سیکھا تھا، مجھے پڑھنا آنا چاہیے، ممکن ہے کہ آپ نے Swimming کی خواہش کبھی کی ہو اور وہ خواہش خواہش رہ گئی ہو کبھی سیکھی نہ ہو تو یہ کتاب JoshKaufman کی یہ step دیتی ہے آپ کو اگر یہ Step آپ اُٹھائیں تو آپ اُس Skill کو پیدا کر سکتے ہیں۔ JoshKaufman کہیں یہ بات کرتا ہے کہ صرف جاننا ضروری نہیں ہے اس پر عمل کرنا اس کو عمل کی طرف لیکر جانا وہ بڑا ضروری ہے۔ یعنی آپ دینا کے کسی بھی Best personality کی Autobiography پڑھ لیں، کبھی بھی آپ کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک اُس کو اپنے عمل میں لیکر نہ آجائیں۔ آپ تالاب میں اُتریں گے نہیں ہاتھ پاؤں مارے گے نہیں تو آپ کو یہ چیزیں نہیں آئیں گی۔ اور اپنی کتاب میں ایک قول ذکر کرتا ہے Drstephencotton کا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ

learningisonlyviewableifyouallowyoutoplaneditandcorrectyourself

یعنی اگر آپ سیکھنے سے learning سے improve نہیں ہو رہے ہیں، آپ اپنی غلطیاں نہیں نکال رہے، آپ جان نہیں رہے ہیں، آپ سمجھ نہیں رہے خود کو تو اُس learning پھر learning نہیں کہیے۔

اس کتاب کو پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ نہیں سیکھیں گے تو اس کا آپ کو کیا نقصان ہو گا۔

آپ کے پاس پچھتاوا ہو گا کہ کاش میں سیکھ لیتا، کاش یہ چیز ہم نے سیکھی ہوتی، تو اس چھتاوے سے بچنے کے لئے ہمیں جو تمام Skill سیکھ لینی چاہیے وہ میں سیکھ لیتا۔ جو تمام Skill سیکھ لینی چاہیں۔

اس کتاب میں وہ اس بات کو بھی ذکر کرتا ہے کہ (Sleep & Struggle) یعنی سونے سے پہلے جو Skill اچھا کرنا چاہتے ہو اُس کو کر لو۔ پر کٹس کر کے آپ اُس کے بعد سو جائیں، وہ آپ کے اندر محفوظ ہو جاتی ہیں۔ وہ Skill اچھا ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے اگر آپ کسی چیز کو اپنے اندر محفوظ کرنا چاہتے ہیں تو صبح 20 منٹ اور سونے سے پہلے 20 منٹ اس پر کام ضرور کریں۔ ایک مہینہ ایسا کریں۔ آپ خود ہی محسوس کریں گے کہ آپ اس مین بہتر ہو گئے۔

آپ کسی کام کو جانتے ہیں آپ کا اعتماد زیادہ ہے اور اگر آپ کسی کام کو نہیں جانتے تو آپ کا اعتماد اُس میں کم ہے۔ اس مین کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔

☆الحاد

بروز پیر، اسلامی تاریخ 19 صفر 1443ھ، 27 ستمبر 2021ء: بمقام: گھر میں (ناظم آباد نمبر 2، کراچی، پاکستان

الحاد کی تعریف

الحاد کی تعریف 'فیروز اللغات' میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ "سیدھے راستے سے کتر جانا، دینِ حق سے پھر جانا, ملحد ہو جانا" (فیروز الدین، فیروز اللغات (لاہور: فیروز سنز، 2010ء)، 114۔)

علامہ ابنِ منظور الحاد کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔"**الملحد العادل عن الحق المدخل فيه ما ليس فيه**" :یعنی ملحد اس شخص کو کہتے ہیں جو حق سے روگردانی کرے اور اس میں ایسی چیز کی آمیزش کرے جو اس میں نہیں ہے، اس کا ایک اور مفہوم بھی بتایا گیا ہے:**یلحدون ای یعترضون**۔یعنی وہ اعتراض کرتے ہیں" (پیر کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 1965ء)، 335۔)

مریم ویبسٹر ڈکشنری کے مطابق

:"The belief that there is no God".

(Webster Comprehensive Dictionary(Chicago:FergusonPublishingCompany,2000),91)

"ایسا عقیدہ جس میں کسی خدا کا تصور موجود نہ ہو"

جولین بیجینی نے "Atheism: A Very Short Introduction" میں الحاد کی تعریف اس طرح بیان کی ہے.

"It is the belief that there is no God or gods".

JulianBaggini,Atheism: A Very Short Introduction(NewYork:OxfordUniversityPress,2003),3.

"ایک خدا یا کسی بھی خدا کو نا ماننے کا نام ایتھیزم یا الحاد ہے"

الحاد کا بنیادی مفہوم یہی ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنا کہ خدا، رسول اور آخرت کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔

☆جہاد اصغر اور جہاد اکبر

بروز منگل، اسلامی تاریخ 20 صفر 1443ھ، 28 ستمبر 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی، پاکستان

میں جناب ڈاکٹر طاہر القادری کی کتاب "الجهاد الکبر" کا مطالعہ کر رہا تھا۔ میں نے یہ حدیث پڑھی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قَدِمَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَوْمٌ غُزَاةٌ. فَقَالَ: قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ قِيْلَ: وَمَا الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ؟ قَالَ: مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ.

(البیهقی فی الزهد الکبیر، ص:165، حدیث:373، والخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد، ج: 13، ص :523، وابن عساکر فی تاریخ مدینة دمشق، ج:6، ص:438، وذکرہ ابن رجب الحنبلی فی جامع العلوم والحکم، ص:196، والمزی فی تهذیب الکمال، ج: 2، ص144، والسیوطی فی شرح سنن ابن ماجة، ج:1، ص:282، حدیث:3934)

رسول اللہ ﷺ کے پاس غازیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں جہادِ اَصغر (جہاد بالسیف) سے جہادِ اَکبر (جہاد بالنفس) کی طرف لوٹ کر آنا مبارک ہو۔ عرض کیا گیا: جہادِ اَکبر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کا اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا جہادِ اَکبر ہے۔ یعنی انسان کا ہر لمحہ ایک ایسے جہاد میں ہے جس کو جہاد اکبر کا نام دیا گیا "بہت بڑا جہاد" اس جہاد میں دشمن کے ہتھیار (جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد، ہوس، لالچ، دھوکہ، غرور، بے حیائی) ہیں جن کی عادت دشمن ہمارے اندر پیدا کر دیتا ہے۔ جو اندر ہی اندر ہمیں ختم کر رہے ہوتے ہیں۔

☆دور اور غرور سے دیکھنے پر بہت سے لوگ چھوٹے نظر آتے ہیں

بروز منگل، اسلامی تاریخ 20 صفر 1443ھ، 28 ستمبر 2021ء: بمقام: گھر جاتے ہوئے راستے میں، کراچی، پاکستان

یہ جملہ علامہ اجمل رضا قادری مدظلہ العالی کی تقریر سے لیا گیا ہے۔ انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ غرور و تکبر کو اپنی زندگی میں شامل کرے بلکہ جب بھی ایسی علامات اپنے اندر پائی جائیں تو فوراً اِن سے بچنے کوشش کرے۔

☆"دریا بہار ہیں"

بروز بدھ، اسلامی تاریخ 21 صفر 1443ھ، 29 ستمبر 2021ء: بمقام: گھر میں (ناظم آباد نمبر 2)، کراچی، پاکستان

یہ لفظ میں نے ڈاکٹر حبیب الرحمٰن مد ظلہ العالیٰ کی لکھی ہوئی کتاب "پیغمبرِ اعظم ﷺ کا خلق عظیم" سے حاصل کیا: آپ نے حضور ﷺ کی زندگی کے ہر پہلوؤں کا تذکرہ کرنے ہوئے ذکر فرمایا:

" آج پوری دنیا میں (International Humanitarian Law) کا بڑا چرچا ہے، اس قانون کے تحت انسانی ہمدردی بالخصوص اسیرانِ جنگ اور قیدیوں کے حقوق کے غم میں پوری دنیا بالخصوص مغربی ممالک اخلاقی وعظ و نصیحت کے دریا بہارہے ہوتے ہیں لیکن اُس کی حقیقت جاننے کے لیے اسیرانِ پلِ چرخی و گوانتاناموبے (یہ دنیا کی وہ خطرناک جیلیں ہیں جہاں سے بے گناہ واپس آنے والا عالم انسان کی طرح زندگی نہیں گزار سکتا) کی حالتِ زار کوئی تاریخی افسانہ نہیں بلکہ آج کے دور کی ناقابلِ تردید حقیقت ہے جو پوری انسانیت کے نام پر کلنک کا ٹیکا (بدنمائی کا داغ) ہے۔

اسی طرح پانچ لاکھ معصوم عراقی بچوں کا قتل، لاکھوں شامیوں کی بے گناہ شہادتیں، برمیوں کا لاکھوں مسلمانوں کو زندہ کاٹنا اور جلانا، کروڑوں کی تعداد میں مسلمانوں اور انسانوں کا ظلم و ستم کا شکار ہو کر اپنی اپنی سرزمین چھوڑ کر ہجرت پر مجبور ہونا جیسی صورت حال ہر آدمی کے مطالعہ و مشاہدہ میں ہے۔

جبکہ دوسری طرف آقا کریم (ﷺ) کا طرزِ عمل اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ یہ تھا جب حملہ آورانِ مکہ قیدیوں کو لے کر گئے تو رات کو نبی (ﷺ) کو نیند نہ آئی، اِدھر سے اُدھر کروٹیں لیتے تھے، کرب و اضطراب نمایاں تھا، ایک انصاری نے عرض کیا کہ حضور (ﷺ) کو کچھ تکلیف ہے، فرمایا نہیں مگر عباس (حضور (ﷺ) کے چچا) کے کراہنے کی آواز میرے کان میں آرہی ہے اس لیے مجھے چین نہیں آتا۔ انصاری چپکے سے اُٹھا، اس نے جاکر عباس کی بندھ مشک کھول دی، انہیں آرام مل گیا تو وہ فوراً سو گئے، انصاری پھر حاضر خدمت ہو گیا، حضور (ﷺ) نے پوچھا کہ اب عباس کی آواز کیوں نہیں آرہی، انصاری بولا میں نے ان کے بندھن کھول دیے ہیں، فرمایا: جاؤ! سب قیدیوں کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرو۔ جب حضور (ﷺ) کو اطلاع دی گئی کہ سب قیدی اب آرام سے ہیں، تب نبی کریم (ﷺ) کا اضطراب دور ہوا اور حضور (ﷺ) خواب شیریں سے استراحت گزیں ہوئے۔

ذرا سوچیں یہ وہ قیدی تھے جنہوں نے 13 سال تک متواتر اہل ایمان کو ستایا، کسی کو آگ پر لٹایا، کسی کو خون میں نہلایا، کسی کو بھاری پتھروں کے نیچے دبایا اور کسی کو سخت اذیتوں کے بعد خاک و خون میں سلایا۔ پھر اس پر یہ نرمی اور یہ سلوک۔ تاریخِ عالَم ایسے عظیم اخلاق کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

(پیغمبرِ اعظم ﷺ کا خلقِ عظیم، ڈاکٹر حبیب الرحمن، ص:19، مطبوعہ: سیرت ریسرچ سینٹر، کراچی)

☆دعا (اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ)

بروز بدھ، اسلامی تاریخ 21 صفر 1443ھ، 29 ستمبر 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی، پاکستان

" اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" (بخاری (6330) مسلم (594))

یا اللہ! جو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جسے تو روک دے اسے کوئی دینے والا نہیں، اور تیرے ہاں کسی کی شان و شوکت اس کے کام نہیں آئے گی۔

آج ہم نے ظہر کی نماز (علامہ حبیب الرحمن مدظلہ العالی) کے پیچھے پڑی، نماز کے اختتام پر آپ نے یہ دعا مانگی تھی، تو میں نے اُن سے پوچھ کر یہ یاد کر لی۔

☆مهبطِ وحی

بروز جمعرات، اسلامی تاریخ 22 صفر 1443ھ، 30 ستمبر 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی

"مھبطِ وحی" یہ لفظ میں نے ڈاکٹر حبیب الرحمٰن مد ظلہ العالیٰ کی لکھی ہوئی کتاب "پیغمبرِ اعظم ﷺ کا خلق عظیم" سے حاصل کیا: وحی کا تذکرہ کرتے ہوئے ذکر فرمایا:

یہ عربی کا لفظ ہے (جس پر وحی نازل ہو (کنایۃً) حضرت محمد ﷺ نیز دیگر انبیاء)

حضور سرور دوعالم (ﷺ) کی ہی ذاتِ والا صفات ہے جو قول و فعل، ایمان و عقیدہ، سیرت و کردار، معاملات و معمولات، معاشرت و اخلاق غرض زندگی کے ہر پہلو میں کامل و اکمل ہے۔ حضور (ﷺ) دین و عقیدہ، نزولِ وحی و مھبطِ وحی ہونے کے لحاظ سے بھی خاتم النبیین ہیں اور سیرت و تعلیمات، اخلاق و کردار کے اعتبار سے بھی خاتم النبیین ہیں۔ اسی لیے آپ کے ظاہری پردہ فرما جانے کے بعد جن مدعیّانِ نبوت نے دعویٰ نبوت کیا ان کے اخلاق و کردار کا موازنہ آپ کے ایک عام گناہگار امتی سے بھی کیا جائے تو مدعیّان نبوت اس کے مقابلے میں نہایت پست نظر آئیں گے چہ جائیکہ وہ مرتبہ خلقِ عظیم پر فائز ہونے کا دعوی کرے۔

(پیغمبرِ اعظم ﷺ کا خلقِ عظیم، ڈاکٹر حبیب الرحمن، ص:9، مطبوعہ: سیرت ریسرچ سینٹر، کراچی)

☆بے کم و کاست

بروز جمعرات، اسلامی تاریخ 22 صفر 1443ھ، 30 ستمبر 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی

آج ماہانہ ترجمان پڑھتے ہوئے ڈاکٹر رضی الاسلام کا مضمون "اقامتِ دین اور نفاذِ شریعت" سے یہ نوٹ کیا۔ بے کم و کاست کا معنی (نہ کم نہ زیادہ)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے اپنے رسولوں ؑ کے ذریعے جو تعلیمات اور ہدایات بھیجی ہیں، ایک مسلمان سے مطلوب یہ ہے کہ بے کم و کاست انھیں اختیار کرے۔

☆قسم کی تین اقسام

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 23 صفر 1443ھ، 1 اکتوبر 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی

اوفس میں مطالعہ کے دوران مختلف جگاہوں سے اس کو لکھا۔

قسم کی تین اقسام ہیں:

1۔یمین غموس 2۔یمین منعقدہ 3۔یمین لغو

قسم تین طرح کی ہوتی ہے؛اول یہ کہ گذشتہ واقعے پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے۔مثلاً قسم کھا کر یوں کہے کہ میں نے فلاں کام نہیں کیا، حالاں کہ اس نے کیا تھا۔ محض الزام کو ٹالنے کے لیے جھوٹی قسم کھالی یا مثلاً قسم کھا کر یوں کہا کہ فلاں آدمی نے یہ جرم کیا ہے، حالاں کہ اس بے چارے نے وہ نہیں کیا تھا۔ محض اس پر الزام دھرنے کے لیے جھوٹی قسم کھالی۔ایسی جھوٹی قسم 'یمینِ غموس' کہلاتی ہے اور یہ سخت گناہِ کبیرہ ہے۔اس کا وبال بڑا سخت ہے۔اگر کسی سے ایسا گناہ سرزد ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے دن رات توبہ و استغفار کرے اور معافی مانگے۔یہی اس کا کفارہ ہے۔اس کے سوا کوئی کفارہ نہیں [اور جس کا حق ضائع کیا ہے اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے]۔

1۔قسم غموس اور اس کا کفارہ ایک تحقیقی جائزہ

یمین غموس:

اُس جھوٹی قسم کو کہتے ہیں جو دھوکہ اور فریب کے لئے ہو۔یہ اکبر الکبائر ہے اس کا کفارہ نہیں ہے۔چنانچہ شیخ الاسلام برھان الدین ابوالحسن علی بن ابو بکر الفراغانی لکھتے ہیں:

"ھوالحلف علی امر ماض یتعمدالکذب فیه فھذہ الیمین یاثم فیھاصاحبھاولا کفارۃ فیھا الاالتوبة والاستغفار"۔(ہدایۃ، کتاب الایمان۔ص:173، ج:2)

یعنی یمین غنوس وہ قسم ہے جو کسی گزرے ہوئے زمانہ میں گزشتہ کام پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم اُٹھائی جائے تو اس قسم سے قسم اُٹھانے والا گنہگار ہو جاتا ہے اور اس کا کفارہ توبہ استغفار ہے"۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من حلف کاذباً أدخله الله النار"۔(نصب الرایہ فی تخریج احادیث الھدایۃ، ابو محمد عبد اللہ بن یوسف حافظ جمال الدین حنفی الزیلعی، کتاب الایمان، ص:50، ج:4، مطبوعہ: دارالحدیث، مصر، 1357ھ)

ترجمہ: یعنی جس نے جھوٹی قسم اُٹھائی اللہ اُسے جہنم میں داخل کرے گا"۔

2۔ قسم لغو اور اس کا کفارہ ایک تحقیقی جائزہ

یمین لغو:

لغو وہ قسم ہے جو انسان کی زبان سے عادۃً بغیر ارادہ و نیت کے نکلتی ہے، اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ (البقرة 225)

"اللہ تعالیٰ تمہاری لغو (بلا ارادہ یا عادتاً) قسم کی قسموں پر گرفت نہیں کرے گا لیکن جو تم سچے دل سے قسم کھاتے ہو اس پر ضرور گرفت کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بردبار ہے۔

یہ وہ قسم ہے جو بغیر ارادہ و نیت کے عادتاً بات بے بات قسم اُٹھاتے جانا۔ اس قسم پر مواخذہ نہیں ہے۔ چنانچہ الاسلام برھان الدین ابو الحسن علی بن ابو بکر الفرغانی المرغینانی لکھتے ہیں:

"ویمین اللَّغوِ أن یحلف علی اُمرماض وھو یظن انه لمال والأمر بخلافه فھذہ الیمین نرجوان لایواخذالله بھاصاحبھا۔ قوله تعالیٰ: لایواخذکم الله باللغوفی اَیمانکم"۔(ہدایۃ، کتاب الایمان۔ ص:173، ج:2)

ترجمہ: "یعنی اور لغو قسم وہ ہے جو کسی گزشتہ کام پر اُٹھائی جائے اور لغو قسم اُٹھانے والا یہ گمان کرے کہ وہ کام اُس نے احسن طریقے سے مکمل کیا ہے جبکہ حقیقت اس کے خلاف ہو تو اُمید ہے کہ اِس قسم پر اللہ کریم مواخذہ نہیں فرمائے گا کہ اس کا فرمان ہے: اللہ تمہاری لغو قسموں پر تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا"۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"ایمانُ الرُّماۃِ لَغْوٌ لا کفارۃَ لَہا ولا عقوبۃ"۔(فتح الباری، کتاب الایمان والنذور، باب لایواخذکم اللہ باللغو، ص:469، ج:11)

"تیروں کے ذریعے کھائی جانے والی قسمیں لغو ہیں نہ کفارہ ہے، نہ سزا"۔

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا لغو قسم کی تعریف یوں کرتی ہیں:

"انّما اللغو فی المزاحۃ والھزل، وھو قول الرجل: لا واللہ وبلیٰ واللہِ فذالک لاکفارۃ فیہ، انما الکفارۃ فیما عقد علیہ قلیہ أن یفعلہ، ثم لا یفعلہ"۔(ابو الفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی، تفسیر ابن کثیر، ص:602، باب 225، ج:1، مطبوعہ: دار طیبہ، طبع ثانی:1420ھ، 1999م)

ترجمہ: یعنی بے شک لغو قسم مزاح اور غیر سنجیدہ گفتگو میں اُٹھائی جاتی ہے، اور وہ کسی شخص کا یہ قول ہے کہ "نہیں: اللہ کی قسم نہیں!! اور کیوں نہیں! اللہ کی قسم! تو اس میں کفارہ نہیں ہے کیونکہ کفارہ اُس قسم میں ہوتا ہے جس پر دل سے ارادہ کرے کہ یہ کام وہ کرے گا یا نہیں کرے گا"۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ لغو قسم کے متعلق فرماتے ہیں:

"اللغو: الحلف علی المعصیہ"۔(جامع البیان فی تاویل القرآن، ص:448، باب: 225، ج:4)

"لغو قسم کسی گناہ کے کام پر قسم اُٹھانا ہے۔ بہر حال اس قسم پر کفارہ نہیں ہوتا ہے"۔

3۔ قسم منعقدہ اور اس کا کفارہ ایک تحقیقی جائزہ

یمین منعقد:

یمین منعقد وہ قسم ہے جو ارادہ و نیت کے ساتھ کسی معاملے یا معاہدے کی تاکید و پختگی کے لیے اُٹھائی جائے۔ اس کے توڑنے پر کفارہ ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام برھان الدین ابو الحسن علی بن ابو بکر الفرغانی المرغینانی لکھتے ہیں:

"والمنعقدۃ مایحلف علی امرفی المستقبل ان یفعلہ اولا یفعلہ واذاحنث فی ذالک لزمتہُ الکفارۃ ۔قولہ تعالیٰ: ولکن یواخذکم بماعقدتم الأیمان"۔(ہدایۃ، کتاب الایمان۔ ص:173، ج:2)

"یعنی اور یمین منعقدہ وہ ہے جو کوئی شخص مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں اُٹھائے اور جب وہ قسم توڑے اس پر کفارہ لازم ہے کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: اور تمہاری اُن قسموں پر مواخذہ ہو گا جن کو تم پختہ کر لو"۔

☆پتھر پیر، پتہ پیر، لکڑ پیر

بروز ہفتہ، اسلامی تاریخ 24 صفر 1443ھ، 2 اکتوبر 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی

جناب خالد بھائی مدظلہ العالیٰ نے اعلیٰ حضرت کے حوالے سے ذکر فرمایا: کہ اس دنیا میں تین قسم کے پیر ہوتے ہیں۔

1۔ پتھر پیر

2۔ پتہ پیر

3۔ لکڑ پیر

پتھر پیر وہ ہوتا ہے۔ جو خود بھی ڈوبتا ہے اور دوسرے کو بھی ڈوباتا ہے۔ جیسے پانی میں پتھر پھینکے تو وہ خود بھی ڈوبتا ہے اور اپنے ساتھ والے کو بھی ڈباتا ہے۔

پتہ پیر یہ خود تو پانی میں تیرتا ہے لیکن کسی اور کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا۔

لکڑ پیر یہ خود بھی پانی میں تیرتا ہے اور دوسرے کو بھی تیراتا ہے۔

☆"دنیا میں کسی کو بھی فائدہ دینے یا فائدہ حاصل کرنے میں بہت بڑا امتحان ہے"

بروز اتوار، اسلامی تاریخ 25 صفر 1443ھ، 3 اکتوبر 2021ء: بمقام: گھر میں (ناظم آباد نمبر 2)، کراچی

آج میں کچھ غور و فکر کر رہا تھا کہ میرے ذہن میں یہ بات پیدا ہوئی کہ "اس فانی دنیا میں کسی کو بھی فائدہ دینے یا فائدہ حاصل کرنے میں بہت بڑا امتحان ہے"۔ اگر بے جان چیزوں کو دیکھا جائے تو جیسے انسان

کاگھر، کمرہ، میز، کرسی، بستر، کھانا کھانے کی چیزیں، غرض یہ کہ ہمارے روزمرہ کی استعمال کرنے والی چیزیں۔
اِن سب چیزوں کا ہم نے کیسے استعمال کیا اس کا امتحان پھر وقت، وسائل، دولت

☆قانون ٹارٹ

بروز پیر، اسلامی تاریخ 26 صفر 1443ھ، 4 اکتوبر 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی

ایک آرٹیکل پڑھتے ہوئے یہ لفظ نظر سے گزرا تو میں نے جاوید اورنگزیب صاحب سے پوچھا آپ نے بتایا کہ "وہ قانون جس کی سزا بدلے میں بھی وہی ہو۔ جیسے قصاص کا بدلہ قصاص ہے۔

☆عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤىۙ ①

بروز منگل، اسلامی تاریخ 27 صفر 1443ھ، 5 اکتوبر 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی

(رسول) چیں بہ جبیں ہوئے اور انھوں نے منہ پھیرا
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (رسول) چیں بہ جبیں ہوئے اور انھوں نے منہ پھیرا۔ کہ ان کے پاس ایک نابینا۔ آپ کو کیا پتہ شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا۔ یا نصیحت قبول کرتا تو اس کو نصیحت نفع دیتی۔ اور جس نے بے پرواہی کی تو آپ اس کے درپے ہیں۔ اور اگر وہ پاکیزگی حاصل نہ کرے تو آپ کو کوئی ضرر نہیں ہو گا۔ اور رہا وہ جو آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا ہے۔ اور وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔ تو آپ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ (عبس:۱۰۔۱)
"عبس" کا معنی اور اس آیت کا شانِ نزول
عبس:۲۔۱ میں فرمایا: (رسول) چیں بہ جبیں ہوئے اور انھوں نے منہ پھیرا۔ کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا۔

اس آیت میں "عبس" کا لفظ ہے، امام راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ اس کے معنی میں لکھتے ہیں:
دل کی تنگی سے ماتھے پر بل آجانے کا نام "عبوس" ہے، سو اس کا معنی ہے: اس نے تیوری چڑھائی، وہ ترش رو ہوا، وہ چیں بہ جبیں ہوا۔ (المفردات ج ۲ ص ۶۱۴، مکتبہ نزار مصطفی، مکہ مکرمہ، ۱۴۱۸ھ)

☆نفس کی رائے کو اللہ کے حکم پر ترجیح دینا

بروز منگل، اسلامی تاریخ 27 صفر 1443ھ، 5 اکتوبر 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی

آج گھر میں بخاری صاحب کا کام کرتے ہوئے یہ بات مجھے بڑی اچھی لگی کہ ایسا مسلمان اللہ کا وفادار نہیں ہو سکتا ہے۔ جو اپنے نفس کی تابیداری کرتا ہے۔ جو اپنے نفس کی بات مانتا ہے نفس کی اتباع کرتا ہے (اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ﴿الجاثية: ۲۳﴾) اے نبی آپ نے دیکھا ایسے لوگوں کو جو اپنے نفس کو الٰہ بنائے ہوئے ہیں۔ معبود بنایا ہوا ہے اس کو پوچھتے ہیں، کیا مطلب ایک ساتھی ہے میرا کئی عرصے سے میری اصلاح کراتا ہے اور مجھے مشورہ کرتا ہے پوچھتا ہے لیکن اتنا مرض ہو گیا کہ ہر تھوڑے دن بعد مجھے یہ جواب آتا ہے کہ بس دل چاہا میں نے گناہ کر لیا، دل چاہا میں نے گناہ کر لیا پھر روتا ہے دھوتا ہے لیکن پھر میسیج آتا ہے کہ بھی کیا کروں بس دل چاہا تھا میں گندہ کام کر لیا بلکہ اور برے کام کر لیے میں نے اور بس میں کیا کروں اور بظاہر دیکھنے نیک بھی ہے لیکن کیا بات ہے وہ اپنے نفس پر جبر نہیں کرتا، اپنے نفس کو دباتا نہیں ہے، اپنے نفس کی خواہش جب آتی ہے تو بس مان لی اُس کی بات، نفس کے اندر خواہش آنا منع نہیں ہے سمجھ لیجئے اچھی طرح نفس کے اندر خواہش نہ آئے تو پھر ایسا نفس نفس نہیں ہے۔ پھر وہ فرشتہ بن گیا ہے تو فرشتے تو ہم بنے گے نہیں یا پھر اُس کے اندر اگر کوئی تقاضے پورے نہیں ہوتے تو پھر یہ مرد نہیں ہے پھر ہجڑا ہے اس کو چاہیے کہ ڈاکٹر سے علاج کرائے، ہم مرد ہیں اگر ہم مسلمان ہیں تو ہمیں وسوسے آئیں گے۔ ہمیں خیالات آئے گے ہمیں اُکسایا جائے گا۔ تو پھر کمال کیا ہوا کہ جب تک وسوسہ نا آیا تو آپ نے گناہ نہیں کیا تو اس میں پھر کیا کمال ہے اس کوئی کمال ہے۔ مثال کے طور پر آپ کو بھوک ہی نہیں ہے آپ نے کھانا نہیں کھایا، آپ کو بھوک لگی کھانا کھایا، کمال تو جب ہے کہ بھوک لگے اور کھانا نہ کھائے، اگر ایسا ہو جائے کہ روزے کے اندر بھوک، پیاس اللہ تعالیٰ مٹادے تو

پھر روزے کا کوئی کمال ہوا، بتایئے، اگر ایسا ہو جائے کہ فجر کی اذان ہو اور ہماری نیند ہی غایب ہو جائے۔ تو پھر اُٹھنے کا کوئی کمال ہوا ابھی نیند آئے گی اور نیند کو چھوڑ کر کے نماز کے لئے اُٹھنا یہی تو کمال ہے، اگر ایسا ہو جائے، اگر ایسا کوئی سسٹم ہو جائے کہ آذانیں، آذانوں کا وقت شروع ہو جائے جیسے جیسے سورج نکلتا جائے ہمارے آنکھیں ٹک ٹک کر کے کھلنا شروع ہو جائیں، آہستہ آہستہ ایسا آٹو میٹک سسٹم ہو اللہ تعالی کی طرف سے ایسا حکم ہو کہ آنکھیں خود بخود کھلنی شروع ہو جائے ایسا ہو سکتا ہے کہ نہیں ہو سکتا کہ خود باخود آنکھیں کھلنا شروع ہو جائیں کہ خود بخود آنکھیں کھلیں، انسان اُٹھنا شروع ہو جائے بستر سے اور چلتے چلتے باتھروم جائے اور مسجد میں جاکر کے کھڑے ہو جائے۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہو سکتا ہے لیکن ہوتا نہیں ہے ایسا کیونکہ اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتے ہیں کہ وفادار کون ہے۔ کون نفس پر جبر کرتا ہے کون اللہ والا بن کر دیکھاتا ہے مجھے، کون ایسا کرتا ہے کہ جس کا سونے کا دل چاہے اور وہ نیند کو قربان کرے۔ کون ایسا ہے کہ جس کا حرام کھانے کا دل چاہے اور حرام چھوڑ دے۔ کون ایسا ہے کہ جس کا غصے کا دل چاہے اور غصہ نہ کرے۔ کون ایسا ہے جو بد نظری کرنا چاہے اور بد نظری نہ کرے، کون ایسا ہے کہ جس کو ڈاڑھی کٹانے کا دل چاہے اور پھر بھی ڈاڑھی رکھے اور کون ایسا ہے کہ جس کو نماز پڑھنے کا نہ دل چاہے اور وہ پھر بھی نماز پڑھے، تو میں ایسا بندہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ کون ایسا ہے کہ جس کا قرآن شریف پڑھنے کا دل نہیں چاہے اور پھر بھی قرآن شریف پڑھے اور لیکر بیٹھ جائے میرے اللہ کی کتاب ہے اُس کی کتاب پڑھوں گا اور کون ایسا ہے کہ جس کو لڑائی جھگڑے کا دل چاہے اور وہ پھر بھی لڑائی نہ کرے، دیکھنا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے ہر چیز دیکھنا چاہتے ہیں۔

☆اصلاح کی فکر ہی کامیابی کا اصل راز ہے۔

بروز بدھ، اسلامی تاریخ 28 صفر 1443ھ، 6 اکتوبر 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی

والد محترم سید صابر اشرف جیلانی مدظلہ العالیٰ کی خدمت میں موجود تھا تو آپ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: "اپنی ذات کی اصلاح کی فکر کرو، اصلاح ایسے ہی نہیں ہوتی بلکہ فکر سے ہوتی ہے۔ بے فکر آدمی

کبھی اپنی ذات کی اصلاح نہیں کر پاتا(سمجھوں اُس کی اصلاح شروع ہی نہیں ہوئی)۔اصلاح نام ہے فکر مندی کا۔

☆تعریب

بروز جمعرات،اسلامی تاریخ 29 صفر 1443ھ،7اکتوبر 2021ء:بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی، پاکستان

میرے آفس کے ساتھی "جناب خالد بھائی نے بتایا کہ اگر کوئی بندہ کسی بھی زبان کو عربی میں تبدیل کرتا ہے تو اس عمل کو "تَعْرِیّب" کہتے ہیں۔

"تعریب" کے معنی۔کسی غیر زبان کے الفاظ کو عربی بنالینا(یعنی اردو عبارت کو عربی زبان میں تبدیل کرنا)

(فیروز اللغات اردو، الحاج مولوی فیروزالدین، ص:391، مطبوعہ:فیروز سنز،لاہور،2005)

☆محبت خود سیکھا دیتی ہے آداب محبت۔

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 1 ربیع الاول 1443ھ،8اکتوبر 2021ء:بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی، پاکستان

میں مطالعہ کر رہا تھا کہ اسی دوران مجھے یہ جملہ ذہن میں آیا۔"محبت خود سیکھا دیتی ہے آداب محبت" کہ جب بھی کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو وہ سب سے پہلے اپنے محبوب کا ادب واحترام کرتا ہے۔

☆اس دنیا میں کسی کو بھی تمام چیزیں نہیں مل سکیں۔

بروز ہفتہ، اسلامی تاریخ 2 ربیع الاول 1443ھ، 9 اکتوبر 2021ء: بمقام: گھر میں (ناظم آباد نمبر 2)، کراچی، پاکستان
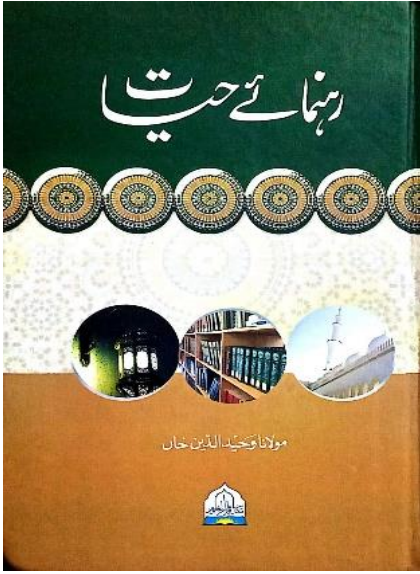
آج مولانا وحید الدین خاں صاحب مدظلہ العالی کی کتاب "رہنمائے حیات" میں لکھا ہے کہ "خدا نے موجودہ دنیا کے نظام کو اس طرح بنایا ہے کہ یہاں کسی کو بھی تمام چیزیں نہیں مل سکتیں، خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا آدمی۔

☆معلومات سے مجہولات تک کا سفر۔

بروز پیر، اسلامی تاریخ 4 ربیع الاول 1443ھ، 11 اکتوبر 2021ء: بمقام: گھر میں (ناظم آباد نمبر 2)، کراچی، پاکستان

جناب علامہ حسیب مدظلہ العالی نے ایک سوال کیا کہ جواب میں فرمایا "معلومات سے مجہولات تک کا سفر" یعنی کسی بھی چیز کو جاننا علم نہیں بلکہ اُس علم کو جان کر، سمجھ کر اُس عمل سے کچھ حاصل کرنا ہی علم کہلاتا ہے۔

☆عذر سے متعلق قرآنی تصور

بروز منگل، اسلامی تاریخ 5 ربیع الاول 1443ھ، 12 اکتوبر 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی، پاکستان

اس موضوع پر کچھ ریسرچ کی تھی۔

وَ جَآءَ الۡمُعَذِّرُوۡنَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ لِیُؤۡذَنَ لَهُمۡ۔(القرآن:التوبہ۹/90)

اور آئیں کچھ عذر کرنے والے دیہاتیوں میں سے تاکہ اُن کو اجازت مل جاوے

علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس آیت کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

المعذرون من عذرٍ فی الا مر اذا قصر فیه.(الآلوسی، شہاب الدین ابوالفضل،(م۔1270ھ)، روح المعانی،(مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)، سورۃ التوبۃ، آیت نمبر 90)

یعنی معذرون معذور کی جمع ہے اور معذور کسی کام میں عذر سے مشتق ہے جب اس کام کی بجا آوری سے قاصر ہو۔

امام قرطبیؒ اور امام بغویؒ عذر کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

عذّر فلان فی امر کذا تعزیراً ای قصّر ولم یبالغ فیه۔(القرطبی، محمد بن احمد، ابوعبداللہ،(م۔671ھ)، الجامع لاحکام القرآن،(داراحیاء التراث، بیروت ۱۹۶۵ء)، سورۃ التوبۃ آیت نمبر 90) (البغوی، ابو محمد، الحسین بن مسعود،(م۔516ھ)، معالم التنزیل فی التفسیر والتأویل،(دارالفکر، بیروت 1405ء) سورۃ التوبۃ آیت نمبر 90)

یعنی فلاں شخص نے فلاں امر کے کرنے سے معذوری ظاہر کی۔ یعنی اس میں کمی کی۔ اور اس کو تکمیل تک نہیں پہنچایا۔

امام طبریؒ اس آیت کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان المعذر فی کلام العرب انما هو الذی یعذر فی الا مر فلا یبالغ فیه ولا یحکم.(الطبری، محمد بن جریر،(م۔310ھ)، جامع البیان فی تفسیر القرآن، دارالمعرفۃ، بیروت 1986ء سورۃ التوبۃ آیت نمبر 90)

یعنی کلام عرب میں معذور اس شخص کو کہتے ہیں کہ وہ اس کام کے کرنے سے عاجز ہو اور اس کام کا حکم اُسے نہ دیا جاسکتا ہو۔

۲۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے:

وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ. (القرآن: المرسلات ۷۷/36)

(اور انہیں اجازت نہ دی جائے گی کہ وہ عذر کریں)

اس آیت کے ذیل میں امام جلال الدین سیوطی، امام ابن کثیر اور قرطبی لکھتے ہیں:

ای ولا یوذن لهم فیه لیعتذروا بل قد قامت علیهم الحجة۔(السیوطی، جلال الدین، الامام، (م۔911ھ)، تفسیر جلالین، (دارالحدیث القاہرہ)، سورۃ المرسلٰت، آیت نمبر92) (الصابونی، محمد علی، (م۔774ھ)، صفوۃ التفاسیر، (مکتبہ برھان، کراچی 1976ء)، سورۃ المرسلٰت آیت نمبر92)(القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، مذکور، سورۃ المرسلٰت آیت نمبر92)

یعنی انہیں عذر پیش کرنے کی اجازت نہ دی جائے گی کیونکہ ان پر حجت قائم ہو گئی ہے۔

۳۔ تیسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

(يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ.) (القرآن: التوبہ ۹/94)

ترجمہ: یہ لوگ تمہارے پاس عذر پیش کریں گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے۔ آپ کہہ دیجئے کہ عذر پیش مت کرو ہم کبھی تم کو سچا نہ سمجھیں گے۔

امام رازی اور ابو حیان اندلسی اس کی تفسیر بیان فرماتے ہیں۔

لان غرض المعتذر ان یصدق فیما یعتذر به فاذا عرف انه لا یصدق ترك الاعتذار۔(الرازی، فخر الدین، الامام، (م۔606ھ)، التفسیر الکبیر، (دارالکتب العلمیہ تہران)، سورۃ التوبۃ آیت نمبر94) (الاندلسی، محمد بن یوسف، ابو حیان، (م754ھ)، (البحر المحیط، دارالفکر، بیروت، 1983ء)، سورۃ التوبۃ آیت نمبر94)

یعنی معذور کا عذر سے غرض یہ ہوتا ہے کہ وہ جس کام کے کرنے سے معذوری ظاہر کر رہا ہے اس میں اس کے عذر کو سچا مانا جائے۔ پس جب اسے پتہ چل جاتا ہے کہ اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا تو وہ اعتذار کو ترک کر دیتا ہے۔
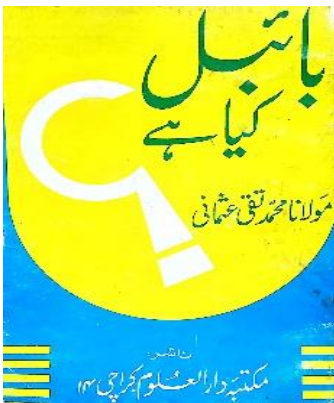
بروز بدھ، اسلامی تاریخ 6 ربیع الاول 1443ھ، 13 اکتوبر 2021ء: بمقام: گھر میں (ناظم آباد نمبر 2)، کراچی، پاکستان

مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی کتاب "بائبل کیا ہے "کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ لفظ

اور اس لفظ کا استعمال کرنا سیکھا لکھتے ہیں کہ "اسلام کے خلاف یہودیت وعیسائیت

کے دل میں "مندمل "(زخم بھر جانا) نہ ہونے والے جس ناسور نے گھر کر لیا تھا اس

کے متعلق قرآن شریف کی آیت

"وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ ﴿البقرة: ۱۲۰﴾ "میں لطیف اشارہ پایا جاتا ہے۔

☆تناسخ

بروز جمعرات، اسلامی تاریخ 7 ربیع الاول، 1443ھ، 14 اکتوبر 2021ء: بمقام: گھر میں (ناظم آباد نمبر 2

، کراچی، پاکستان
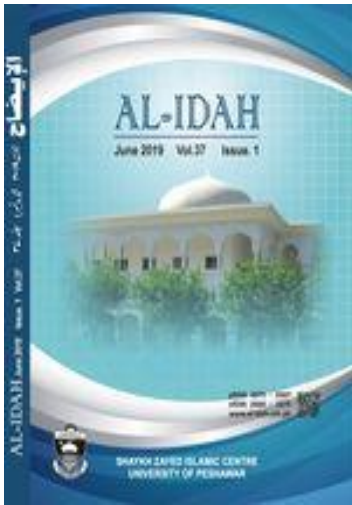
شام کو گھر میں الایضاح 32، شمارہ۔1 (2016) کا مطالعہ کر رہا تھا اس رسالے

میں " عقیدہ تناسخ اور عہد الست میں فرق کے حوالے سے امام رازی کے

موقف کا جائزہ" کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھا گیا تھا اُس سے میں نے بہت سی

اہم معلومات حاصل کیں، جس میں سے "تناسخ" کیا ہے۔

تناسخ کے لغوی معنی:

تناسخ کا لغوی معنی ایک چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے آتے ہیں، چنانچہ اس حوالے زبیدی لکھتے ہیں:

النّسخ: نَقْلُ الشّيءِ من مَكانٍ، إلى مكان،(،ابوالفيض محمد بن محمد بن عبدالرزاق الزبيدى الحسينى ، تاج العروس من جواہر القاموس، دارالہدایۃ، 356/7)

یعنی نسخ کا مطلب ایک چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ہے۔

روح انسانی کا ایک بدن سے دوسرے بدن کی طرف منتقل ہونے کے عمل کو عربی میں "التناسخ" جبکہ سنسکرت میں اسے آواگون یعنی (آنا جانا) اور ہندی میں پونر جنم کہا جاتا ہے۔ یہ ایک قدیم ہندی عقیدہ ہے جس کی رو سے جب انسان مر جاتا ہے تو اس کی روح کسی اور جسم (جسم انسانی، حیوانی یا نباتی) میں منتقل ہو سابقہ اعمال کے مطابق جو اس نے پہلے کیے ہیں سعادت یا بد بختی کا شکار ہوتا ہے۔ اسی طرح روح اپنے عمل کے حساب سے کئی جسموں کا مکین بن کر راحت و اذیت سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔ ان کے ہاں یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو نہ ختم ہونے والا ہے۔

تناسخ کی تاریخ صدیوں پرانی ہے اور ہندوؤں کے بنیادی عقائد میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اس عقیدہ کی رو سے روحیں اپنے اعمال کے نتیجہ میں جنم لیتی رہتی ہیں اور اس جنم کے چکّر سے کسی طرح آزاد نہیں ہو پاتیں۔ اگر کوئی شخص نیک عمل کرتا ہے تو اسے اچھا جنم دیا جاتا ہے اور بد اعمال شخص برے جنم میں ڈالا جاتا ہے۔ کائنات کی پیدائش ہی سے یہ دور چلا آیا ہے اور اسی طرح جاری رہے گا۔ کسی کو اس سے مفر نہیں۔ اگر کسی کو اس چکر سے مکتی یعنی نجات ملتی بھی ہے تو محض عارضی طور پر ملتی ہے اور پھر وہ روح آواگوان کے چکر میں ڈال دی جاتی ہے کیونکہ ان کے گمان میں محدود عمل کی غیر محدود جزا نہیں مل سکتی۔ (الشہرستانی، ابوالفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر احمد، الملل والنحل، ج3/100)

☆اللہ کی نعمت

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 8 ربیع الاول، 1443ھ، 15 اکتوبر 2021ء: بمقام: گھر میں (ناظم آباد نمبر 2، کراچی، پاکستان

آج اگر ہمیں اللہ کی ہر نعمت کچھ کر کے حاصل کرنی ہوتی تو آج ہمارے پاس اللہ کی اِتنی نعمتیں موجود نہیں ہوتی ۔تو ہیں چاہیے کہ جو اللہ نے دیا ہے اس کو تقسیم کریں۔

آج میں جب اللہ کی نعمتوں کے بارے میں سوچ رہا تھا تو یہ بات ذہن میں آئی،

☆قرآن میں مؤمنوں کی صفات۔

بروز ہفتہ، اسلامی تاریخ 9 ربیع الاول 1443ھ، 16 اکتوبر 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی، پاکستان

مطالعہ کے دوران یہ معلومات حاصل ہوئی۔

قرآن کریم مومنین کی صفات میں بھی کچھ صفات کو یوں بیان کرتا ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ (المومنون:۳) اور وہ جو بے فائدہ بات اور کام سے منہ پھیرنے والے ہیں۔"

وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا "[فرقان:۷۲) اور اگر اتفاقاً بیہودہ مجلسوں کے پاس سے گزریں تو سنجیدگی اور شرافت سے گزرتے ہیں۔"

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ (القصص:۵۵) یعنی اور جب کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا (الفرقان:۶۴) یعنی جو اپنی راتوں کو اپنے رب کے سامنے سجدہ اور قیام میں گذارتے ہیں۔

☆دوسروں کی خوبیوں پر دل سے تعریف کرنے کی عادت ڈالوں کیونکہ تعریف کرنے کا مطلب ہے کہ تم مانتے ہو کہ یہ خوبی بڑی اہم ہے۔

بروز اتوار، اسلامی تاریخ 10 ربیع الاول 1443ھ، 17 اکتوبر 2021ء: بمقام: گھر میں (ناظم آباد نمبر 2 ، کراچی، پاکستان

اللہ کا ذکر کرتے ہوئے سوچ رہا تھا تو یہ بات ذہن میں آئی۔

یعنی کسی کی بھی خوبی پر تعریف صرف اُس شخص کا حوصلہ ہی نہیں بڑھاتی بلکہ تعریف کرنے والے کی نظر میں اُس کا کی اہمیت واضح کرتی ہے۔

☆یہ اعتراض ہو سکتا ہے "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔

بروز پیر، اسلامی تاریخ 11 ربیع الاول 1443ھ، 18 اکتوبر 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی، پاکستان

علامہ حبیب الرحمن مدظلہ العالی نے آج ایک انکشاف پیدا کیا اور پھر اُس کا جواب بھی دیا کہ نے یہ سوال کیا کہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ کا ذکر موجود ہے۔ جیسے

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝۸۴

اور ہم نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کو اسحاق اور یعقوب (بیٹا اور پوتا علیہما السلام) عطا کئے، ہم نے (ان) سب کو ہدایت سے نوازا، اور ہم نے (ان سے) پہلے نوح (علیہ السلام) کو (بھی) ہدایت سے نوازا تھا اور ان کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون (علیہم السلام کو بھی ہدایت عطا فرمائی تھی)، اور ہم اسی طرح نیکو کاروں کو جزا دیا کرتے ہیں،

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۸۵

اور زکریا اور یحیٰی اور عیسیٰ اور الیاس (علیہم السلام کو بھی ہدایت بخشی)۔ یہ سب نیکوکار (قربت اور حضوری والے) لوگ تھے،

وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝۸۶

اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط (علیہم السلام کو بھی ہدایت سے شرف یاب فرمایا)، اور ہم نے ان سب کو (اپنے زمانے کے) تمام جہان والوں پر فضیلت بخشی،

وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ ﴿الأنعام: 85﴾

اور ان کے آباؤ(واجداد)اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں۔
کہ آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا اوران سب کے باپ کا ذکر " وَمِنۡ اٰبَآئِهِمۡ " کیا ہے۔
تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں ذکر ہونے والا "من" من تبعیض ہے(یعنی بعض انبیاء علیہم السلام)کے آباؤاجداد ہیں۔

☆کفاءت کا لغوی معنی:

بروز بدھ، اسلامی تاریخ 13 ربیع الاول، 1443ھ، 20 اکتوبر 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی، پاکستان

کَفَاءۃٌ کُفُؤٌ سے مصدر کا صیغہ ہے اور اس کا معنی مساوات اور برابری کے ہیں۔کُفُوٌّ یا کُفُوءٌ(بروزنِ فُعُلٌ اور فُعُولٌ)دونوں طرح استعمال کیا جاتا ہے کُفُوٌّ اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی نسبت سے دوسرے کے ہم مثل اور ہم سر ہو۔(ابن منظور الآفریقی، جمال الدین محمّد بن مکرّم بن علی [۷۱۱ھ]، لسان العرب، حرف الھمزہ، فصل الکاف، مادّہ "کفا"، دار صادر، بیروت ۱۴۱۴ھ)

کفاءت کی اصطلاحی تعریف:

فقہاء کے یہاں "کفاءت" ایک خاص قسم کی اصطلاح ہیں جس کا مفہوم ہے۔

"مساواۃ الرجل للمرأۃ او کون المرأ ۃ ادنی". (الحصکفی، محمد بن علی بن محمد، الحنفی [م۱۰۸۸ھ]، الدرالمختار، ج۳، ص۸۴، دار الفکر، بیروت ۱۴۱۲ھ)

ترجمہ: مرد عورت کے برابر کا ہو یا اس سے فائق ہو۔

قال رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَنْكِحُوا النِّسَاءَ إِلَّا الْأَكْفَاءَ, وَلَا يُزَوِّجُهُنَّ إِلَّا الْأَوْلِيَاءُ۔(الدار قطنی، ابو الحسن علی بن عمر [م۳۸۵ھ]، سنن الدار قطني، رقم الحدیث: ۳۶۰۱، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان ۲۰۰۴ء۔)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا! کہ عورتوں کا نکاح نہ کراو مگر ان کے کفوٴ سے اور ان کی نکاح نہ کرائیں مگر ان کے اولیاء۔

اس حدیث مبارکہ میں عورت کا نکاح اس کے کفوٴ سے کروانے کا حکم دیا گیا ہے، لھذا معلوم ہوا کہ کفاءت شرطِ صحت ہے نکاح میں۔

۲۔عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: يَا عَلِيُّ، ثَلاَثٌ لاَ تُؤَخِّرْهَا: الصَّلاَةُ إِذَا أَتَتْ، وَالجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْئًا۔ (الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ[م۲۷۹ھ]، سنن الترمذی، تحقیق: احمد محمد شاکر و آخرون، رقم الحدیث: ۱۰۷۵، شرکۃ مکتبۃ و مطبعۃ مصطفی البانی الحلبی، مصر ۱۳۹۵ھ۔)

ترجمہ: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: ”علی! تین چیزوں میں دیر نہ کرو: نماز کو جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ کو جب آجائے، اور بیوہ عورت (کے نکاح کو) جب تمہیں اس کا کوئی کفو (ہمسر) مل جائے“۔

اس حدیث مبارکہ میں بھی عورت کے نکاح کے لئے کفوٴ کو لازم قرار دیا گیا ہے، لھذا معلوم ہوا کہ کفاءت شرطِ صحت ہے نکاح میں۔

۳۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَخَيَّرُوا لِنُطَفِكُمْ، وَانْكِحُوا الْأَكْفَاءَ، وَأَنْكِحُوا إِلَيْهِمْ (ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابو عبد اللہ، القزوینی[م۲۷۳ھ]، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۱۹۶۸، دار إحیاء الکتب العربیۃ، سطن۔)

ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اپنے نطفوں کے لیے نیک عورت کا انتخاب کرو اور اپنے برابر والوں سے نکاح کرو اور انہیں کو اپنی بیٹیوں کے نکاح کا پیغام دو۔

اس حدیث مبارکہ میں کفؤ سے نکاح کرنے کا حکم ہے، تو یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ کفاءت شرطِ صحت ہے نکاح میں۔

☆Career Counselling

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 22 ربیع الاول 1443ھ، 29 اکتوبر 2021ء: بمقام: آفس سیرت ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی، پاکستان

آج میرے اوفس کے ساتھی جناب شاہ رفیع الدین ہمدانی مدظلہ العالیٰ نے میری توجہ اس طرف دلانے کی کوشش کی کہ استاد کو چاہیے کہ وہ بچے کے اندر غور کرے کے وہ کیا بنا چاہتا ہے یا اُس کا رجحان کس طرف ہے۔ پھر Career Counselling کے تحت اس کی تربیت کرے۔

☆"ماوراء العقل ہونا عقل کے نہ ہونے دلیل نہیں ہے"۔

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 13 ربیع الآخر، 1443ھ، 19 نومبر 2021ء: بمقام: جامع مسجد سکینہ ڈیفنس فیس 8، کراچی، پاکستان

جناب ڈاکٹر عمران صاحب مدظلہ العالی نے (غوث اعظم کی سیرت) پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"ماوراء العقل ہونا عقل کے نہ ہونے دلیل نہیں ہے"۔

آپ نے "حضور غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ" کی سیرت کی ایک خصوصیت بیان کرتے ہوئے فرمایا "جب بھی حضور غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سفر کرتے اور کہیں پر اگر روکنا ہوتا تو اس علاقے کے سب سے غریب آدمی کے ہاں روکتے تھے۔

☆"توجہ"

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 13 ربیع الآخر، 1443ھ، 19 نومبر 2021ء: بمقام: جامع مسجد قطب ربانی، درگاہ عالیہ اشرفیہ، کراچی، پاکستان

حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرف الجیلانی مدظلہ العالی نے گیارہویں شریف سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قلب اور ذہن کا ایک ساتھ کسی ایک جانب مائل ہونا توجہ کہلاتا ہے اگر اس میں سے کوئی ایک بھی کسی اور طرف مائل ہے تو وہ "توجہ" کامل نہیں اور اس کی مثال آپ یہ سمجھیں کہ

1۔ آپ جسمانی طور پر یہاں موجود ہیں لیکن توجہ کسی اور طرف ہے اگر ایسا ہو تو محفل میں جو کچھ بیان کیا جائے وہ انسان کے ذہن میں نہیں بیٹھتا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی مقرر کی تقریر آپ سُن رہے ہیں آپ پوری تقریر سُنی محفل میں آپ موجود ہیں اور بعد میں پوچھا کہ کیا بیان کیا؟؟ کچھ پتا نہیں کیوں؟؟ Present Mind نہیں۔ ذہن حاضر نہیں جسمانی حاضری ہے ذہنی حاضری نہیں۔ تو اس میں یہ ہوتا ہے کہ پھر انسان جو چیز بیان کی جوئے اُس کو یاد نہیں رکھ پاتا اور مکمل قلب اور ذہن اس طرف مائل ہے مکمل توجہ ہے تو پھر جو بات بھی بیان کی جائے وہ آپ کو یاد رہے گی۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ تقاریر میں بہت سی بات آپ کو یاد رہتیں ہیں اور بہت سی بات آپ بھول جاتے ہیں تو جو بات آپ توجہ کے ساتھ سُنے گے وہی بات آپ کو یاد رہے گی اور جو توجہ کے ساتھ نہیں سنیں گے وہ آپ کو یاد نہیں رہے گی۔ قلب اور ذہن کا ایک جانب مرکوز ہونا، مائل ہونا یہی توجہ ہے۔

2۔ایک ہے عالم کی توجہ اور ایک ہے عارف کی توجہ (عالم کے معنی ہیں جاننے والا)اور (عارف کے معنی ہیں پہچاننے والا۔عالم جان کر توجہ دیتا ہے اور عارف پہچان کر توجہ دیتا ہے۔عالم کی توجہ سے علم اور فضل کے موتی بکھیرتے ہیں اور عارف کی توجہ سے انوار و تجلیات برستے ہیں۔یہ فرق ہے ان دونوں میں عالم کی توجہ سے ظاہر کی اصلاح ہوتی ہے اور عارف کی توجہ سے باطن کی اصلاح ہوتی ہے۔

توجہ سے ہوتا کیا ہے۔

"توجہ اتحادی"یعنی مرشد اور مرید (طالب اور مطلوب)

اسی توجہ نے ناقص کو اکمل کر دیا اور اکمل کو کامل کر دیا۔

☆"جب بھی بھلائی کا موقع ملے فوراً بھلائی کرو"

بروز ہفتہ،اسلامی تاریخ 14 ربیع الآخر،1443ھ،20 نومبر 2021ء:بمقام:جامع مسجد سکینہ ڈیفنس فیس 8 ،کراچی،پاکستان

جامعہ مسجد سکینہ سلطان میں گیارہویں کے سلسلے میں محفل منعقد کی گئی جس سے خصوصی خطاب حضرت علامہ ڈاکٹر احمد حسن مجددی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا آپ کا موضوع "غوث اعظم کی سیرت مبارکہ "تھا آپ نے اپنے خطاب میں حضور غوث پاک کا یہ قول نقل فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جب بھی بھلائی کرنے کا موقع ملے فوراً بھلائی کردو کیونکہ نہیں پتہ کہ پھر بھلائی کا موقع مل سکے یا نہیں۔

☆ایصال ثواب (پر خطاب)

بروز جمعہ، اسلامی تاریخ 20 ربیع الآخر، 1443ھ، 26 نومبر 2021ء: بمقام: جامع کراچی، کراچی یونیورسٹی، کراچی، پاکستان

آج ڈاکٹر باسط مدظلہ العالی کے والد صاحبؒ کا چالیسواں تھا جس موقع پر ایک عظیم والشان محفل سجائی گئی جس سے "فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی" نے خطاب کرتے ہوئے کچھ اہم چیزیں ذکر کیں:

سب سے پہلے (اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَ نَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَ اٰثَارَهُمۡ ؕ وَ کُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰهُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ ﴿یس:۱۲﴾)

ترجمہ: بیشک ہم ہی تو مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم وہ سب کچھ لکھ رہے ہیں جو (اَعمال) وہ آگے بھیج چکے ہیں، اور اُن کے اثرات (جو پیچھے رہ گئے ہیں)، اور ہر چیز کو ہم نے روشن کتاب (لوحِ محفوظ) میں احاطہ کر رکھا ہے،

آپ نے فرمایا اللہ ہی زندگی اور موت دیتا ہے۔

آپ نے فرعون کی مثال دی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا "اللہ ہی موت اور زندگی دیتا ہے" تو فرعون نے کہا تھا کہ یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں، اُس نے ایک مجرم کو بلایا جس کو سزائے موت دے دی گئی تھی۔ فرعون نے اُسے معاف کر دیا اور کہا کہ دیکھوں میں نے اس کو زندگی دے دی۔ ایک اور مجرم تھا جس کو کچھ مہینے قید کی سزا تھی فرعون نے اُس کو قتل کرانے کا حکم دے دیا اُس کو قتل کر دیا گیا اور پھر کہنے لگا کے میں نے اسے موت دے دی۔

وَ نَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَ اٰثَارَهُمۡ اور ہم وہ سب کچھ لکھ رہے ہیں جو (اَعمال) وہ آگے بھیج چکے ہیں، یعنی وہ سب کچھ جو یہ دنیا میں کرتے رہے ہیں اور جو یہ چھوڑ کر آئے ہیں (یعنی ایسے کام کیے جس کی وجہ سے ثواب جاریہ) جیسے نیک اولاد، مسجد یا مدرسہ بنوا دینا۔۔ کوئی بھی ایسا نیک کام جو مرنے کے بعد بھی جاری رہے۔

آپ نے اس کی مثال (کرنسی چلینج کروانے سے دی) مثال کے طور پر آپ کہیں دوسرے ملک جارہے ہیں یہاں کی کرنسی وہاں نہیں چلتی، آپ کو ایکس چینج کروانا پڑے گا اسی طرح آخرت کے سفر کے لئے بھی کچھ رکھنا ہے کیا لیکر جائے گے؟؟ نیکی ایک ایسی کرنسی ہے جس کا فائدہ یہاں بھی ہے اور وہاں بھی ہے۔

ایک اور مثال دیتے ہوئے سمجھایا کہ کسی دوسرے ملک جب انسان جاتا ہے تو اتنا سامان لیکر کے جاتا ہے کہ کتنے دن رہنا ہے ایک مہینے یا دو مہینے یا تین مہینے پھر اُسی طرح تیاری کرتا ہے۔ تو نیکیاں بھی اُسی طرح جمع کرو کے آخرت میں پریشانی نہ ہو۔

ایک حدیث مبارکہ ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے سب گوشت تقسیم کر دیا صرف ایک دس جو بکری کا ہوتا ہے آگے کا حصہ۔ وہ بچ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ سب تقسیم ہو گیا آپ نے فرمایا کہ ہاں سب تقسیم ہو گیا بس (دس) بچا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں جو تقسیم کر دیا صرف وہی تو بچا ہے۔

لیکن نیکی کا بدلہ وہاں دو گنا ہو کر ملے گا۔

☆معاف کرنے میں نمبر بڑھتے ہیں۔

بروز اتوار، اسلامی تاریخ 22 ربیع الآخر، 1443ھ، 28 نومبر 2021ء: بمقام: فردوس کالونی، کراچی، پاکستان

حضرت ابو ذیشان سید محبوب اشرف جیلانی مدظلہ العالی (تایا ابو) کے گھر گیارہویں کے موقع پر حضرت ابو الحسین سید اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی (سید ماموں) نے خطاب کرتے ہو فرمایا "معاف کرنے میں نمبر بڑھاؤں"۔

☆قربِ الٰہی۔

بروز منگل، اسلامی تاریخ 24ربیع الآخر، 1443ھ، 30نومبر 2021ء:بمقام:فردوس کالونی ، کراچی، پاکستان

گیارہویں شریف کے موقع پر حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے اس موضوع پر تقریر فرمائی کہ "اللہ ہم سے قریب ہے۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿ق:١٦﴾

ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں،

ایک ہوتا ہے "قرب" اور ایک ہوتا ہے "بغض"

قرب حسی:یعنی جسمانی قرب

قرب معنوی:یعنی روحانی قرب

☆آج ہمیں اللہ پر ایمان ہے لیکن یقین نہیں۔

☆اللہ ہم سے قریب ہے لیکن ہم اللہ سے دور ہیں۔

جیسے مثال دیتے ہوئے مولانا روم نے ایک حکایت لکھی ہے، کہ ایک سنار تھا اُس کے پاس ایک نایاب ہیرہ آیا اُس نے ایک مجلس میں وہ ہیرا لوگوں کو دیکھایا وہاں ایک شخص کی نیت خراب ہوئی اور وہ اس چکر میں پڑھ گیا کہ اس ہیرے کو کیسے حاصل کیا جائے۔ آخر اُس نے ارادا کیا کہ یہ مسافر ہے میں اس کے ساتھ سفر شروع کرتا ہوں جب یہ سفر کے دوران آرام کرے گا میں اس کا ہیرا چرا کر غایب ہو جاؤں گا۔ اسی نیت سے اُس نے سنار سے اجازت لی اور اُس کے ساتھ ہو گیا۔ دونوں ساتھ سفر کرتے رہے سنار سمجھدار تھا اُس نے اُس چور سے کہا کہ پہلے میں آرام کرتا ہوں اور جب میں اُٹھ جاؤں گا تو پھر آپ آرام کرنا۔ ایسا ہی ہوا جب وہ سنا سو گیا تو اُس چور نے اپنے ارادے کے مطابق اُس ہیرے کو تلاش کرنا شروع

کیاسب جگہ دیکھا لیکن وہ ہیرا نہیں ملا، یہاں تک کہ اُس نے اُس (سُنار) کے سارے سامان کی تلاشی لے لی لیکن وہ ہیرا نہیں ملا بڑا حیران ہوا۔ پھر اپنے وعدے کے مطابق جب وہ سُنار اُٹھ گیا تو پھر وہ سو گیا لیکن یہ سوچتا رہا کہ اس نے وہ ہیرا کہاں رکھا ہے۔ آرام کرنے کے بعد جب دونوں ناشتا کرنے بیٹھے تو اس چور نے پوچھا کہ حضرت بتایئے کہ وہ ہیرا کہاں ہے تو سُنار نے اپنی جیب سے وہ ہیرا نکال کر دیکھا دیا، اور حیران ہوا کہ میں نے تو اس کی جیبیں بھی چیک کیں تھیں وہاں تو نہیں تھا اب یہ کہاں سے آگیا؟ خیر دوسری رات جب وہ سُنار سو گیا تو اس نے دوبارہ اُس ہیرے کو چرانے کی کوشش کی اور اُس کی جیبوں کو اچھی طرح دیکھا، چیک کیا لیکن وہ ہیرا وہاں موجود نہیں تھا بڑا پریشان ہوا کہ کہا چلا جاتا ہے اس نے تو اسی میں سے نکال کر دکھایا تھا آخر اس رات بھی اسے کچھ نہیں ملا۔ دوسرے دن پھر اُس نے اُس سنار سے پوچھا کہ حضرت وہ پیرا کہاں ہے اُس نے پھر اُسی جیب سے وہ ہیرا نکال لیا جس کو یہ اچھی طرح چیک کر چکا تھا۔ اس منظر کو دیکھ کر وہ بہت حیران ہوا لیکن پریشان تھا کہ جب یہ سوتا ہے تو یہ کہاں چلی جاتی ہے۔ تیسری رات بھی ایسا ہی ہوا کہ جب وہ سویا تو اس نے اور شدد کے ساتھ ڈھونڈنا شروع کیا لیکن آج بھی ناکام رہا۔ آخر سفر کے اختتام پر اُس پوچھ لیا کہ حضرت یہ ہیرا رات کو کہا تھا میں اس کو چورانے کی نیت رکھتا تا لیکن بہت کوششوں کے بعد بھی میری تلاشی ناکام رہی۔ یہ بتایئے کہ آپ نے اس ہیرے کو رات میں کہا رکھا تھا اُن حضرت (سُنار) نے کہا کہ مجھے کچھ شک تھا کہ ضرور کچھ گڑبڑھ ہو گی اسی لئے میں نے اس کو سوتے وقت اِس کو آپ ہی کی جیب میں رکھ دیتا تھا اور آپ رات کو اپنی جیب کے بجائے میر جیب چیک کرتے رہے جس کی وجہ سے آپ کے ہاتھ کچھ نہیں لگا۔

اسی طرح اللہ ہم سے قریب ہے لیکن ہم اللہ سے دور ہیں۔

امام عبد الوہاب شیرانی فرماتے ہیں:

اصطلاحِ تصوف میں اللہ کی اطاعت کرنا ہے قربِ الٰہی ہونے کی دلیل ہے۔

☆ قرب کے کئی درجے ہیں نماز، روزہ، زکوۃ اور دوسرا اللہ کے نیک بندوں سے نسبت۔

☆پتا کیسے چلے کہ رب تعالیٰ مجھ سے قریب ہے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ جس کی آنکھ تہجد میں کھل جائے
☆حضرت ابراہیم بلخی طواف کر رہے تھے کہ دیکھا کہ ایک عورت طواف کے دوران یہ دعا کر رہی تھی کہ "اے اللہ تجھے اُس محبت کی قسم جو تجھ کو میرے ساتھ ہے"۔ آپ نے فرمایا یہ کیا دعا کر رہی ہے "خود محبوب بن رہی ہے اور اُس کو محبوب بنا رہی ہے" کہنے لگی ابراہیم آپ اپنا طواف کریں۔ میں کیوں نہ کہوں کئی سال ہو گئے اُس نے میری ایک تہجد بھی قضاء نہیں ہونے دی۔

☆عقل و ذہانت کی ترقی

بروز ہفتہ، اسلامی تاریخ 28 ربیع الآخر، 1443ھ، 04 دسمبر 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی، پاکستان

اللہ رب العزت کی دی ہوئی انسان کو عقل و ذہانت کی قوت کی کا سب سے بڑا سبب "غور و فکر" ہے۔

(سہ ماہی مجلہ تعلیم و تحقیق) کا مطالعہ کر رہا تھا، ڈاکٹر یوسف فاروقی لکھتے ہیں کہ

"عقل و ذہانت اور غور و فکر کی صلاحیت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، یہ نعمت اس لئے عطا کی گئی ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اسے ایک اعلیٰ مقصد اور اہم ذمہ داری ادا کرنے کے لئے عقل کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ خلافت کا فریضہ عقل و فراست کے بغیر ادا نہیں کیا جا سکتا۔ یہ عقل ہی ہے جس کی بنیاد پر انسان شرعی ذمہ داریوں کے لئے مکلف ہوتا ہے، جماعت اور معاشرے کی تمام تر قوت کا دارومدار بھی ابنائے اُمت کی فکری اور عقلی صلاحیتوں پر موقوف ہے، یہ عقل ہی ہے جس کی بنیاد پر انسان کو "اشرف المخلوقات" کہلاتا ہے۔"

(سہ ماہی مجلہ تعلیم و تحقیق، جلد 1، شمارہ 1، جنوری–مارچ 2019، موضوع: بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ (فقہ و شریعت کے تناظر میں)

اس آرٹیکل کے اس پیرہ گرافت پر میں غور کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ "غور و فکر کی صلاحیت" انسان کی عقل ذہانت کی ترقی کا سب سے بڑا سبب ہے۔

☆ آیات محکمات اور آیات متشابہات۔

بروزاتوار، اسلامی تاریخ 29 ربیع الآخر، 1443ھ، 05 دسمبر 2021ء: بمقام: جامع مسجد امیر حمزہ ناظم آباد نمبر 2 گولی مار چورنگی، کراچی، پاکستان

علامہ سید محمد رئیس صاحب نے تفسیر قرآن کی کلاس پڑھاتے ہوئے فرمایا: قرآن مجید میں دو قسم کی آیات ہیں (1) آیات محکمات (2) آیات متشابہات

آیات محکمات: لیس کمثل شيء (جس کا مفہوم بالکل واضح ہو)

آیات متشابہات: جس کا معنی واضح نہ ہو (قرآن کریم میں تین سو الفاظ "گھوڑے" کے لئے استعمال ہوئیں ہیں)۔

☆ قنطار (مہر واپس لینے کی ممانعت)

بروز پیر، اسلامی تاریخ 01 جمادالاول، 1443ھ، 06 دسمبر 2021ء: بمقام: اپنے گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی، پاکستان

مطالعہ کر رہا تھا عورتوں کے حق مہر کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہوا

(وَاِنۡ اَرَدۡتُّمُ اسۡتِبۡدَالَ زَوۡجٍ مَّكَانَ زَوۡجٍ ۙ وَّاٰتَيۡتُمۡ اِحۡدٰٮهُنَّ قِنۡطَارًا فَلَا تَاۡخُذُوۡا مِنۡهُ شَيۡـــًٔا ؕ اَتَاۡخُذُوۡنَهٗ بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِيۡنًا ۝۲۰ ﴿النساء: ۲۰﴾)

اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی بدلنا چاہو اور تم اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تب بھی اس میں سے کچھ واپس مت لو، کیا تم ناحق الزام اور صریح گناہ کے ذریعے وہ مال (واپس) لینا چاہتے ہو،

قنطار کا معنی:

اس آیت میں عورت کو دی ہوئی رقم کے لیے قنطار کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کی مقدار میں حسب ذیل آثار ہیں: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا قنطار بارہ ہزار ہیں 'ابو نضرہ العبدی نے کہا بیل کی کھال میں جتنا سونا بھرا جاسکے 'حسن بصری نے کہا اس سے مراد بارہ ہزار ہیں 'مجاہد نے کہا اس سے مراد ستر ہزار دینار ہیں 'حضرت معاذ (رضی اللہ عنہ) نے کہا اس مراد بارہ سو اوقیہ ہیں (ایک اوقیہ 'چالیس درہم کے برابر ہے) مجاہد سے ایک اور روایت ہے کہ اس سے مراد ستر ہزار مثقال ہیں۔ (سنن دارمی 'رقم الحدیث: ۳۴۷۰۔ ۳۴۶۴ 'مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

☆خواہش کو اعتدال سے پورا کرو۔

بروز جمعۃ المبارکہ، اسلامی تاریخ 05 جمادالاول، 1443ھ، 10 دسمبر 2021ء: بمقام: اپنے جامع مسجد حیدر قرار، کلفٹن، کراچی، پاکستان

آج جمعۃ المبارک کے موقع پر علامہ ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی مدظلہ العالی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

"خواہشات کو اعتدال کے ساتھ پورا کرنا چاہیے" یعنی مثال کے طور پر ہماری پیٹ کو کچھ غذا چاہیے اور ہم اُس پیٹ کو بھر لیں، ضرورت سے زیادہ بھر لیں تو یہ عمل ہمیں نقصان دے سکتا ہے۔

☆بندے سب ہیں لیکن بندگی کسی کسی کی ہوتی ہے۔

بروز اتوار، اسلامی تاریخ 07 جمادالاول، 1443ھ، 12 دسمبر 2021ء: بمقام: جامع مسجد نورانی فردوس کالونی، کراچی، پاکستان

اللہ رب العزت نے مجھے آج پھر اپنا فضل و کرم حاصل کرنے کا موقع دیا "جامع مسجد نورانی" میں ہفتہ وار درسِ قرآن سننے کی نیت سے گیا یہاں ہر اتوار (زینت الشائخ ابوالحسین شاہ سید اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالیٰ) اپنے ملفوظات سے مستفید فرماتے ہیں، آج حضرت کے بڑے صاحبزادے جناب سید

حسین اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی (سورۃ الاخلاص)پردرسِ قرآن دے رہے تھے۔ماشاءاللہ، سبحان اللہ۔اللہ کے کرم سے سید حسین اشرف جیلانی نے کچھ حکمت والی باتیں کہیں۔فرمایا: قل کہہ کر اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا"اے محبوب جہاں آپ کی بات ہو گی تو مین کرو گا اور جب میری بات ہو گی تو آپ کہیں گے۔

بندے سب ہیں لیکن بندگی کسی کسی کی ہوتی ہے،انسان سب ہیں لیکن انسانیت کسی کسی کی ہوتی ہے۔

جب انسان نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو شیطان اپنے حملے کو روک دیتا ہے۔

رسول کی محبت تو وہ ہے کہ جس نے حبشہ سے بلال کو بلا کر کعبہ کی چھت پر چڑھا دیا۔

☆اللہ کسی کو کوئی مقام دینا چاہتا ہے تو صلاحیتیں پہلے ہی پیدا کر دیتا ہے۔

بروز اتوار، اسلامی تاریخ 14 جمادالاول، 1443ھ، 19 دسمبر 2021ء: بمقام: درگاہ عالیہ اشرفیہ فردوس کالونی، کراچی، پاکستان

تربیتی نشست میں حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالیٰ نے فرمایا

"اللہ کسی کو کوئی مقام دینا چاہتا ہے تو صلاحیتیں پہلے ہی پیدا کر دیتا ہے"۔

☆غلو۔

بروز جمعۃ المبارک، اسلامی تاریخ 19 جمادالاول، 1443ھ، 24 دسمبر 2021ء: بمقام: اپنے جامع مسجد حیدر قرار، کلفٹن، کراچی، پاکستان

جمعۃ المبارکہ کے موقع پر "ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی مدظلہ العالی" خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

جب حد سے تجاوز کرتے ہو تو اس عمل کو غلو کہا جاتا ہے۔

دو طرح کے "غلو" ہوتے ہیں۔

ایک "غلو حق" اور دوسرا "غلو باطل"

وہ غلو جس میں انسان دین کی تاکید کرتے ہوئے اسلام کی تعلیمات کو ثابت کرے تو یہ "غلو حق" ہے۔

اور اگر کوئی انسان اپنی لاعلمی سے کچھ ایسے عقائد (یعنی کسی اللہ کا بیٹا بنانا) جیسے مسیحی برادری (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں تو یہ "غلو باطل" ہے۔ جسے قرآن میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ڟ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ١٧١﴿النساء: ١٧١﴾

اے اہلِ کتاب! تم اپنے دین میں حد سے زائد نہ بڑھو اور اللہ کی شان میں سچ کے سوا کچھ نہ کہو، حقیقت صرف یہ ہے کہ مسیح عیسٰی ابن مریم (علیہما السلام) اللہ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے جسے اس نے مریم کی طرف پہنچا دیا اور اس (کی طرف) سے ایک روح ہے۔ پس تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور مت کہو کہ (معبود) تین ہیں، (اس عقیدہ سے) باز آجاؤ، (یہ) تمہارے لئے بہتر ہے۔ بیشک اللہ ہی یکتا معبود ہے، وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے لئے کوئی اولاد ہو، (سب کچھ) اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور اللہ کا کارساز ہونا کافی ہے،

جیسے خواہشات کی وجہ سے

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَاۗءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ٧٧﴿المائدة: ٧٧﴾

فرما دیجئیے: اے اہلِ کتاب! تم اپنے دین میں ناحق حد سے تجاوز نہ کیا کرو اور نہ ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی کیا کرو جو (بعثتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) پہلے ہی گمراہ ہو چکے تھے اور بہت سے (اور)

لوگوں کو (بھی) گمراہ کر گئے اور (بعثتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی) سیدھی راہ سے بھٹکے رہے۔

☆قانون تجاذب(Law of Gravity)

بروز ہفتہ، اسلامی تاریخ 20 جمادالاول، 1443ھ، 25 دسمبر 2021ء: بمقام: اپنے جامع مسجد سکینہ کی لائبریری، ڈیفینس فیز 8، کراچی، پاکستان

ڈاکٹر حبیب الرحمن مدظلہ العالی کے ساتھ کام کرتے ہوئے معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ قانون تجاذت "کشش ثقل" یعنی جو طاقت ہمیں زمین کی طرف کھینچتی ہے۔

☆"ایمان بالغیب کا مطلب بن دیکھے ماننا ہے نا کہ بن سمجھے ماننا"۔

بروز ہفتہ، اسلامی تاریخ 20 جمادالاول، 1443ھ، 25 دسمبر 2021ء: بمقام: اپنے جامع مسجد سکینہ کی لائبریری، ڈیفینس فیز 8، کراچی، پاکستان

ڈاکٹر حبیب الرحمن مدظلہ العالی کے ساتھ کام کرتے ہوئے معلوم ہوا

یعنی ہم اللہ کی ذات کو مانتے ہیں لیکن سمجھنے کی کوش نہیں کرتے، ہم رسول اللہ ﷺ کی ذات کو مانتے ہیں لیکن سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے جس کی وجہ سے ہم مانتے تو ہیں لیکن اُن کی اہمیت سے آگاہ نہیں ہیں اور نتیجۃً ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی مسلمان کہلانے کے لائق نہیں ہیں۔

☆"القلیل کالمعدوم" تھوڑا کی مثال ایسا ہی ہے گویا کے وہ ہے ہی نہیں

بروز ہفتہ، اسلامی تاریخ 20 جمادالاول، 1443ھ، 25 دسمبر 2021ء: بمقام: اپنے جامع مسجد سکینہ کی لائبریری، ڈیفینس فیز 8، کراچی، پاکستان

ڈاکٹر حبیب الرحمن مدظلہ العالی کے ساتھ کام کرتے ہوئے معلوم ہوا

یعنی انسان اپنے سے زیادہ کام کرنے کی کوشش کرے کیونکہ اگر وہ تھوڑے پر اکتفاء کرتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اُس کا تمام کام ذائع ہو جائے اور اگر وہ زیادہ کرتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کا کچھ نہ کچھ کام بہتر ہونے کی وجہ سے سب کے کام آجائے اور وہ کامیاب ہو جائے۔

☆ قانون کی حقیقت اور شریعت کا مقصود

بروز اتوار، اسلامی تاریخ 21 جمادالاول، 1443ھ، 26 دسمبر 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی، پاکستان
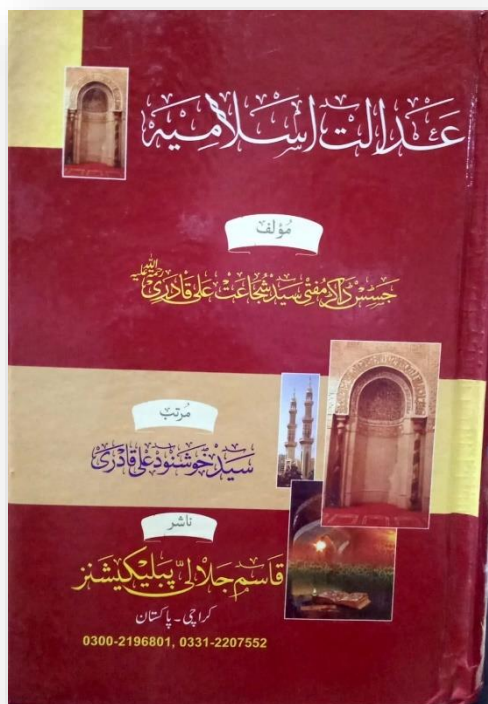
میں اس کتاب "عدالت اسلامیہ" کا مطالعہ کر رہا تھا۔

اس کتاب کے مصنف:

جسٹس ڈاکٹر مفتی سید شجاعت قادری رحمۃ اللہ علیہ

اس کتامیں آپ نے لکھا ہے کہ

"شریعت کا اَصل مقصود اچھے اخلاق کی حمایت و حفاظت ہے۔ وہ اخلاقی اقدار میں سے ایک ایک قدر کو پامالی سے بچاتی ہے۔ مگر انسانی قوانین کا اخلاقیات سے کوئی تعلق نہیں، جب تک کسی شخص کی بد اخلاقی کا نمایاں اور محسوس ضرر اور مادی نقصان معاشرے کے دوسرے افراد تک متعدی (کسی اور کو لگ جائے، پھیل جائے) نہ ہو اور جب تک یہ بد اخلاقی امن عام اور نظم

حکومت میں مخل نہ ہو اس وقت تک یہ قانون حرکت میں نہیں آتا۔ مثلاً زنا اگر طرفین کی رضامندی سے ہو تو قانون کی نظر میں معیوب نہیں لیکن اگر جبراً ہو تو قانون حرکت میں آئے گا۔ گویا قانون کی نگاہ میں زنا کا فعل معیوب نہیں بلکہ جبر واکراہ معیوب ہے، مگر شریعت اسلامیہ میں زنا بھی معیوب ہے اور جبر واکراہ بھی۔ مروجہ قوانین میں شروب نوشی جرم نہیں بلکہ جرم یہ ہے کہ شراب پی کر کسی کو مارنا پیٹنا وغیرہ مگر شریعت کی نگاہ میں شراب نوشی بھی جرم ہے اور لوگوں کو مارنا پیٹنا بھی۔ غرض یہ کہ بنیادی طور پر قوانین کا تعلق اخلاقیات سے نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ دو چار قوانین اخلاقی ہوں مگر یہ صرف برائے نام ہے۔"

(جسٹس ڈاکٹر مفتی سید شجاعت قادری، عدالتِ اسلام، مرتب: ڈاکٹر سید خوشنود علی قادری، ص:48، مطبوعہ: قاسم جلالی پبلیکیشنز، کراچی، پاکستان)

☆مغربی نظام قانوں ظاہری علامتوں کا علاج کر سکتا ہے لیکن اصل سبب کا کبھی نہیں

بروز پیر، اسلامی تاریخ 22 جمادالاول، 1443ھ، 27 دسمبر 2021ء: بمقام: ریسرچ سینٹر، کلفٹن، کراچی، پاکستان
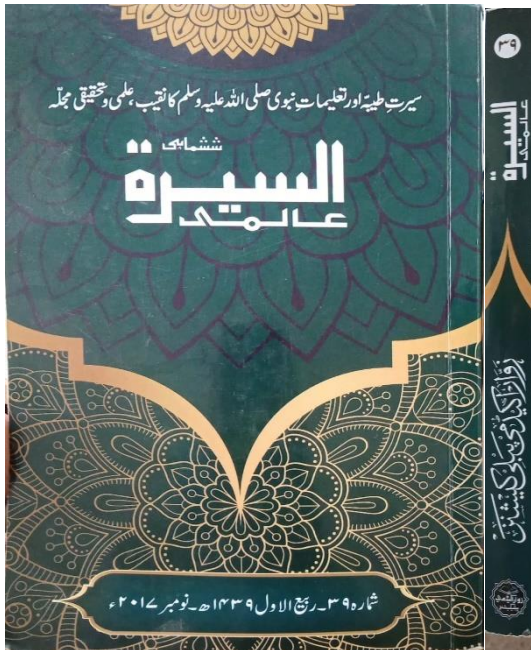
مجلہ عالمی سیرۃ ششماہی کا مطالعہ کر رہا تھا اس شمارے میں محمد رشید صاحب نے اس موضوع (مغربی ثقافتی یلغار کے تناظر میں سنت کی اہمیت) کے تحت وضاحت فرمائی کہ "مغربی قانون ظاہری مسئلوں کو روک سکتا ہے لیکن ان کو جڑ سے ختم نہیں کر سکتا۔

علامہ اسد ان الفاظ میں تبصرہ کرتے ہیں:

I did not see how any of the new economic systems that stemmed from this illusory faith could possibly constitute more then a palliative for Western society's misery: they could, at bast, cure some of its symptoms, but never the cause.(Asad, The Road to Makkah,Page:141)

میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی نیا معاشی نظام جو اس پر فریب یقین کے ساتھ جڑا ہوا ہے، مغربی سماج کے دکھوں کا مداوا کر سکے، وہ زیادہ سے زیادہ اس کی محض چند ظاہری علامتوں کا علاج کر سکتے ہیں، لیکن اصل سبب کا کبھی نہیں۔

(مجلہ عالمی سیرۃ ششماہی، شمارہ39، ربیع الاول1439ھ، نومبر2017ء، ص:208)

☆احتکار کے معنی

بروز منگل، اسلامی تاریخ23جمادالاول، 1443ھ، 28دسمبر2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر2، کراچی، پاکستان

گھر میں "مہنگائی" کے متعلق مطالعہ کر رہا تھا اور ریسرچ کر کے مقالہ مرتب کر رہا تھا تو یہ اہم معلومات حاصل ہوئیں۔

علامہ ابن منظور افریقی متوفی716ھ لکھتے ہیں:

الحُكْرُ: ادِّخارُ الطَّعَامِ للتَّرَبُّصِ، وصاحِبُه مُحْتَكِرٌ.

(لسان العرب، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري، ج:4، ص:208، دار صادر، بيروت، 1414 هـ)

حکر کے معنی ہیں کے کھانے پینے کی چیزوں کو مہنگائی کے انتظار میں ذخیرہ کرنا،

الاحْتِكارُ جَمْعُ الطَّعَامِ وَنَحْوِهِ مِمَّا يُؤْكَلُ واحتباسُه انْتِظارَ وَقْتِ الغَلاء بِه؛

(لسان العرب، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري، ج:4،ص:208،دار صادر، بيروت، 1414 هـ)

کھانے پینے کی چیزوں کو مہنگائی کے وقت کے لئے جمع کرنا۔

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شافی(متوفی:1252)لکھتے ہیں:

«من احتكر على المسلمين أربعين يوما ضربه الله بالجذام والإفلاس» وفي رواية «فقد برئ من الله وبرئ الله منه»

(رد المحتار على الدر المختار، أبو الفضل، علامه سيد محمد امين عابدين شافى،ج:6،ص:398،دار الفكر بيروت، 1412هـ 1992م)

جس شخص نے مسلمانوں پر چالیس دب ذخیرہ اندوزی کی اللہ تعالیٰ اس پر جذام(کوڑھ)اورافلاس کو مسلط کردے گا۔

☆تمام انسانیت کے لئے پیغام

بروز بدھ، اسلامی تاریخ 24 جمادالاول، 1443ھ، 29 دسمبر 2021ء: بمقام: گھر ناظم آباد نمبر 2، کراچی، پاکستان
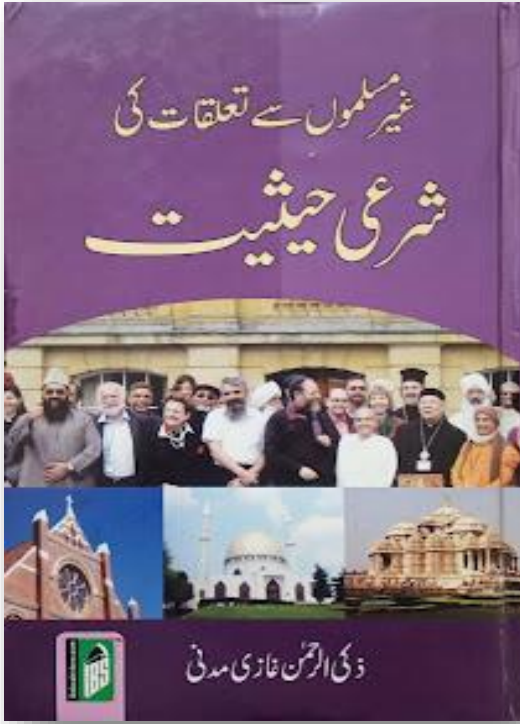
گھر میں کتاب "غیر مسلموں سے تعلقات کی شرعی حیثیت" میں جناب ذکی الرحمٰن غازی مدنی میں لکھتے ہوئے ذکر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے پیغامِ محمدی کے ذریعہ سے انسانیت کو شرف و منزلت سے نوازا ہے اور آپ ﷺ کی لائی شریعت کو حجتِ قائمہ اور آخری شریعت قرار دیا ہے۔ اب رہتی دنیا تک کے لیے رہنمائی وہدایت کا سرچشمہ صرف اور صرف یہی شریعت قرار پاتی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ یہی دینی و شرعی حکم ہے اور یہی منشائے ایزدی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالۡحَـقِّ‌ۚ فَمَنِ اهۡتَدٰى فَلِنَفۡسِهٖ‌ۚ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا‌ۚ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ ﴿الزمر 41﴾

"اے نبی! ہم نے سب انسانوں کے لئے یہ کتابِ برحق تم پر نازل کر دی ہے۔ اب جو سیدھا راستہ اختیار کرے گا وہ اپنے لیے کرے گا اور جو بھٹکے گا اس کے بھٹکنے کا وبال اسی پر ہو گا، تم ان کے ذمہ دار نہیں ہو"

اللہ رب لعالمین ہونے کی حیثیت سے جس طرح وہ ساری کائنات کا پروردگار اور حاکم وفرماں روا ہے، اسی طرح اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ رحمۃ اللعالمین ہونے کے اعتبار سے ساری کائنات کے لیے باعث رحمت ہیں۔

(ذکی الرحمٰن غازی مدنی، غیر مسلموں سے تعلقات کی شرعی حیثیت، ص:21، اسلامک بک سروس پرائویٹ لمیٹڈ،2014)